eISSN: 2664-0171,
pISSN: 1992-8556

Publisher: Faculty of Arabic & Islamic Studies
Allama Iqbal Open University, Islamabad
Website: https://ojs.aiou.edu.pk/index.php/jmi
Vol.25 Issue: 01 (Junary – June 2026)
Date of Publication: 30- JUNE 2026
HEC Category, **Y**: (2026-2027)

معارفِ اسلامی

Title	سرقہ و قطعِ ید کیس کے فیصلہ میں وفاقی شرعی عدالت کے دلائل کا تجزیاتی مطالعہ A Critical Analysis of the Federal Shariat Court’s Jurisprudence regarding Theft and the Punishment of Amputation.
Authors & Affiliations	**Dr. Abdul Majeed** اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ علوم اسلامیہ الکرم انٹرنیشنل انسٹی ٹیوٹ بھیرہ abdul.majeed@akii.edu.pk *Dr Hamayun Abbas* ڈین فیکلٹی آف اسلامک اینڈ اورینٹل لرننگ، گورنمنٹ کالج یونی ورسٹی فیصل آباد drhumayunabbas@gcuf.edu.pk
Dates	***Received :*** 27-04-2026 ***Accepted:*** 30-05-2026 ***Published:*** 30-06-2026
Page	***66-111***
Citation	
Copyright	سرقہ و قطعِ ید کیس کے فیصلہ میں وفاقی شرعی عدالت کے دلائل کا تجزیاتی مطالعہ A Critical Analysis of the Federal Shariat Court’s Jurisprudence regarding Theft and the Punishment of *(Verification)*
Publisher	Faculty of Arabic & Islamic Studies, Allama Iqbal Open University, Islamabad, Pakistan https://aiou.edu.pk/

Indexing & Abstracting Agencies

IRI(AIOU)	HJRS(HEC)	Tehqiqat	Asian Indexing	Research Bib	Atla RDB	SIS

سرقہ و قطعِ ید کیس کے فیصلہ میں وفاقی شرعی عدالت کے دلائل کا تجزیاتی مطالعہ

A Critical Analysis of the Federal Shariat Court's Jurisprudence regarding Theft and the Punishment of Amputation.

Abstract

This research article presents a critical legal analysis of the Federal Shariat Court's judgment regarding the constitutional challenge to Sections 9 (1, 2, 3) and 10 of the Offence against Property (Enforcement of Hudood) Ordinance, 1979. The petitioner contended that these sections, which outline exceptions to the punishment of amputation (*Qat-i-Yad*) and propose alternative penalties like imprisonment, contradict the absolute injunctions of the Quran. The study highlights several methodological inconsistencies in the Court's reasoning. This paper asserts that the FSC's findings regarding the exceptions in Section 10 lack a rigorous direct nexus with the *Nass* (text) and diverge from the consensus of classical jurists (*Jamhur*), necessitating a judicial review of the interpretive framework used in Hudood cases.

Keywords:

Hudood Ordinance1979, Federal Shariat Court, Qat-i-Yad, Sarqah,Quranic Hermeneutics.

خلاصہ

پاکستان میں قوانین کو اسلامیانے کے حوالے سے جن آئینی اداروں کا کردار انتہائی مؤثر رہا ہے ان میں وفاقی شرعی عدالت سر فہرست ہے۔ دیگر اداروں کی بنسبت اس ادارے کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ اسے اپنے دائرہ اختیار میں آنے والے کیسز کے معاملہ میں قوتِ نافذہ بھی حاصل ہے۔ مقالہ ہٰذا میں وفاقی شرعی عدالت کی جانب سے جاری ہونے والے ایک اہم فیصلے کا تجزیہ کیا گیا ہے۔ سرقہ اور اس کے متعلقات کے حوالے سے عدالت کا یہ فیصلہ انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔عدالت میں درخواست گزار نے حدود آرڈیننس کے

سیکشن 9 اور 10 کو قرآن وسنت کے خلاف قرار دیے جانے کی درخواست دائر کی۔ معزز عدالت نے اپنے فیصلے میں قرآن وسنت سے استدلال کرتے ہوئے سرقہ کے حوالے سے مختلف تفصیلات پر روشنی ڈالی ہے۔ مقالہ نگار نے اس مقالہ میں قرآن وسنت کی نصوص سے عدالتی استدلالات کا ناقدانہ تجزیہ پیش کیا ہے۔

کلیدی الفاظ: وفاقی شرعی عدالت، حدود آرڈیننس، سرقہ، قطع ید، قرآن وسنت، نصوص

تعارفِ موضوع

وفاقی شرعی عدالت میں ارم ملک دختر عمر حیات ملک نے وفاقِ پاکستان کے خلاف اکتوبر 2020ء میں درخواست دائر کی۔ درخواست میں حدود آرڈیننس 1979ء کے سیکشن 9(3،2،1) اور سیکشن 10 کو خلافِ قرآن وسنت قرار دینے کی استدعا کی گئی۔ کیس کی سماعت نومبر 2020ء میں ہوئی اور کیس کا فیصلہ دسمبر 2020ء میں جاری کیا گیا۔

درخواست گزار نے یہ موقف اختیار کیا[1] کہ مذکورہ بالا سیکشنز میں ایک سے زائد بار چوری کرنے کی صورت میں جو سزائیں مقرر کی گئی ہیں وہ خلافِ قرآن وسنت ہیں۔ چوری کی فقط ایک ہی سزا ہے یعنی قطعِ ید۔ اس کے علاوہ دوسری بار چوری پر چور کا بایاں پاؤں کاٹنا اور پھر تیسری بار چوری کرنے پر چور کو عمر قید کی سزا دینا یہ قرآن وسنت کے خلاف ہیں اسی طرح سیکشن 10 جس میں نفاذِ حد کی مستثنیٰ صورتیں ذکر کی گئی ہیں وہ بھی قرآن وسنت کے خلاف ہے۔ آرڈیننس کے سیکشن 10 کے مطابق وہ صورتیں جن میں قطع ید کی سزا نافذ نہ ہوگی درج ذیل ہیں:

1. جب سارق اور مسروق منہ دونوں آپس میں رشتہ دار ہوں یعنی:
   i. دونوں میاں بیوی ہوں یا
   ii. اصل فرع کی چوری کرلے یا

iii. فرع اپنے اصل کی چوری کر لے یا

iv. سگے بہن بھائی ایک دوسرے کا مال چرالیں

2. اگر مہمان اپنے میزبان کا مال چرالے۔

3. اگر نوکر / ملازم اپنے مالک کی حرز میں سے اس کا مال چرالے یا کسی ایسی جگہ سے مال چرالے جہاں اس ملازم کو رسائی حاصل ہو۔

4. جب چوری کی جانے والی املاک جنگلی گھاس، مچھلی، پرندہ، کتا، سؤر، نشہ آور چیز، آلۂ موسیقی، کھانے کی وہ اشیاء جو جلدی خراب ہونے والی ہوں اور ان کی حفاظت کا کوئی مناسب انتظام موجود نہ ہو۔

5. جب چوری کرنے والا اس چوری شدہ مال میں شراکت داری رکھتا ہو اور اس کا حصہ منہا کرنے کے بعد اس چوری شدہ مال کی مقدار نصاب سے کم بچتی ہو۔

6. جب قرض خواہ اپنے مقروض کی ملکیتی شے میں سے اپنے قرض کے برابر مال چوری کر لے اور اس کے بعد اس مال میں نصاب سے کم مال بچ جائے۔

7. اگر سرقہ کے مرتکب نے اس کا ارتکاب اکراہ یا حالت اضطرار میں کیا ہو۔

8. جب مجرم گرفتار ہونے سے پہلے توبہ کرتے ہوئے چوری کی ہوئی املاک واپس متاثرہ شخص کو دے دے اور متعلقہ حکام کے سامنے خود کو پیش کر دے۔[2]

درخواست گزار نے موقف اختیار کیا کہ[3]:

- چوری کی سزا معاف ہونے کے لیے مال مسروق کی واپسی اور توبہ کو شریعت نے تسلیم کیا ہے۔
- ہاتھ، پاؤں کاٹنا اور سولی چڑھانا یہ صرف فساد فی الارض کی سزا کے طور پر مذکور ہیں۔
- اپنی ذاتی خواہشات پر مبنی سزاؤں کا نفاذ کرنا اور شرعی سزاؤں میں تغیر واقع کرنا یہ سب فرعونیت ہے۔
- ان لوگوں کے لیے سخت سزائیں شریعت میں بیان ہوئی ہیں جو خلافِ قرآن کوئی بات لکھتے یا کہتے ہیں۔
- قرآن مجید کے مطابق اللہ کی سنت صرف قرآن مجید ہی ہے۔

- وحی صرف اور صرف قرآن ہے اور پیغمبر علیہ السلام بھی قرآن مجید کے مطابق ہی فیصلے فرمایا کرتے تھے۔

درخواست گزار کی مستدل آیات

اپنے موقف کے حق میں درخواست گزار نے درج ذیل آیات سے استدلال کیا:

1. وَٱلسَّارِقُ وَٱلسَّارِقَةُ فَٱقۡطَعُوٓاْ أَيۡدِيَهُمَا جَزَآءَۢ بِمَا كَسَبَا نَكَٰلٗا مِّنَ ٱللَّهِۗ وَٱللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٞ [4]

اور جو مرد یا عورت چور ہو تو ان کا ہاتھ کاٹو ان کے کیے کا بدلہ اللہ کی طرف سے سزا اور اللہ غالب حکمت والا ہے

2. إِنَّمَا جَزَٰٓؤُاْ ٱلَّذِينَ يُحَارِبُونَ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥ وَيَسۡعَوۡنَ فِي ٱلۡأَرۡضِ فَسَادًا أَن يُقَتَّلُوٓاْ أَوۡ يُصَلَّبُوٓاْ أَوۡ تُقَطَّعَ أَيۡدِيهِمۡ وَأَرۡجُلُهُم مِّنۡ خِلَٰفٍ أَوۡ يُنفَوۡاْ مِنَ ٱلۡأَرۡضِۚ ذَٰلِكَ لَهُمۡ خِزۡيٞ فِي ٱلدُّنۡيَاۖ وَلَهُمۡ فِي ٱلۡأٓخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ إِلَّا ٱلَّذِينَ تَابُواْ مِن قَبۡلِ أَن تَقۡدِرُواْ عَلَيۡهِمۡۖ فَٱعۡلَمُوٓاْ أَنَّ ٱللَّهَ غَفُورٞ رَّحِيمٞ [5]

بیشک جو لوگ اللہ اور اس کے رسول سے لڑتے ہیں اور زمین میں فساد برپا کرنے کی کوشش کرتے ہیں ان کی سزا یہی ہے کہ انہیں خوب قتل کیا جائے یا انہیں سولی دیدی جائے یا ان کے ایک طرف کے ہاتھ اور دوسری طرف کے پاؤں کاٹ دیئے جائیں یا (ملک کی سر) زمین سے (جلاوطن کرکے) دور کر دیئے جائیں۔ یہ ان کے لئے دنیا میں رسوائی ہے اور آخرت میں ان کے لیے بڑا عذاب ہے۔ مگر وہ کہ جنہوں نے توبہ کرلی اس سے پہلے کہ تم ان پر قابو پاؤ تو جان لو کہ اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

3. وَٱلَّٰتِي يَأۡتِينَ ٱلۡفَٰحِشَةَ مِن نِّسَآئِكُمۡ فَٱسۡتَشۡهِدُواْ عَلَيۡهِنَّ أَرۡبَعَةٗ مِّنكُمۡۖ فَإِن شَهِدُواْ فَأَمۡسِكُوهُنَّ فِي ٱلۡبُيُوتِ حَتَّىٰ يَتَوَفَّىٰهُنَّ ٱلۡمَوۡتُ أَوۡ يَجۡعَلَ ٱللَّهُ لَهُنَّ سَبِيلٗا ۝١٥ وَٱلَّذَانِ يَأۡتِيَٰنِهَا مِنكُمۡ فَـَٔاذُوهُمَاۖ فَإِن تَابَا وَأَصۡلَحَا فَأَعۡرِضُواْ عَنۡهُمَآۗ إِنَّ ٱللَّهَ كَانَ تَوَّابٗا رَّحِيمًا [6]

اور تمہاری عورتوں میں جو بدکاری کریں ان پر خاص اپنے میں کے چار مردوں کی گواہی لو پھر اگر وہ گواہی دے دیں تو ان عورتوں کو گھر میں بند رکھو یہاں تک کہ انہیں موت اٹھالے یا اللہ ان کی کچھ راہ نکالے اور تم میں جو مرد عورت ایسا کام کریں ان کو ایذا دو پھر اگر وہ توبہ کرلیں اور نیک ہو جائیں تو ان کا پیچھا چھوڑ دو بے شک اللہ بڑا توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے

4. وَأُلْقِيَ ٱلسَّحَرَةُ سُجَّدًا قَالُوٓا۟ ءَامَنَّا بِرَبِّ ٱلْعَٰلَمِينَ رَبِّ مُوسَىٰ وَهَٰرُونَ قَالَ فِرْعَوْنُ ءَامَنتُم بِهِۦ قَبْلَ أَنْ ءَاذَنَ لَكُمْ ۖ إِنَّ هَٰذَا لَمَكْرٌ مَّكَرْتُمُوهُ فِى ٱلْمَدِينَةِ لِتُخْرِجُوا۟ مِنْهَآ أَهْلَهَا ۖ فَسَوْفَ تَعْلَمُونَ لَأُقَطِّعَنَّ أَيْدِيَكُمْ وَأَرْجُلَكُم مِّنْ خِلَٰفٍ ثُمَّ لَأُصَلِّبَنَّكُمْ أَجْمَعِينَ[7]

اور جادو گر سجدے میں گرادیئے گئے بولے ہم ایمان لائے جہان کے رب پر جو رب ہے موسیٰ اور ہارون کا فرعون بولا تم اس پر ایمان لے آئے قبل اس کے کہ میں تمہیں اجازت دوں یہ تو بڑا جعل (مکرو فریب) ہے جو تم سب نے شہر میں پھیلایا ہے کہ شہر والوں کو اس سے نکال دو تو اب جان جاؤ گے قسم ہے کہ میں تمہارے ایک طرف کے ہاتھ اور دوسری طرف کے پاؤں کاٹوں گا پھر تم سب کو سولی دوں گا

5. ٱللَّهُ نَزَّلَ أَحْسَنَ ٱلْحَدِيثِ كِتَٰبًا مُّتَشَٰبِهًا مَّثَانِىَ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُودُ ٱلَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ثُمَّ تَلِينُ جُلُودُهُمْ وَقُلُوبُهُمْ إِلَىٰ ذِكْرِ ٱللَّهِ ۚ ذَٰلِكَ هُدَى ٱللَّهِ يَهْدِى بِهِۦ مَن يَشَآءُ ۚ وَمَن يُضْلِلِ ٱللَّهُ فَمَا لَهُۥ مِنْ هَادٍ[8]

اللہ نے اُتاری سب سے اچھی کتاب کہ اوّل سے آخر تک ایک سی ہے دوہرے بیان والی اس سے بال کھڑے ہوتے ہیں ان کے بدن پر جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں پھر ان کی کھالیں اور دل نرم پڑتے ہیں یادِ خدا کی طرف رغبت میں یہ اللہ کی ہدایت ہے راہ دکھائے اسے جسے چاہے اور جسے اللہ گمراہ کرے اسے کوئی راہ دکھانے والا نہیں

6. تِلْكَ ءَايَٰتُ ٱللَّهِ نَتْلُوهَا عَلَيْكَ بِٱلْحَقِّ ۖ فَبِأَىِّ حَدِيثٍۭ بَعْدَ ٱللَّهِ وَءَايَٰتِهِۦ يُؤْمِنُونَ[9]

یہ اللہ کی آیتیں ہیں کہ ہم تم پر حق کے ساتھ پڑھتے ہیں پھر اللہ اور اس کی آیتوں کو چھوڑ کر کون سی بات پر ایمان لائیں گے

7. فَوَيْلٌ لِّلَّذِينَ يَكْتُبُونَ ٱلْكِتَٰبَ بِأَيْدِيهِمْ ثُمَّ يَقُولُونَ هَٰذَا مِنْ عِندِ
ٱللَّهِ لِيَشْتَرُوا۟ بِهِۦ ثَمَنًا قَلِيلًا ۖ فَوَيْلٌ لَّهُم مِّمَّا كَتَبَتْ أَيْدِيهِمْ وَوَيْلٌ
لَّهُم مِّمَّا يَكْسِبُونَ[10]

تو خرابی ہے ان کے لیے جو کتاب اپنے ہاتھ سے لکھیں پھر کہہ دیں یہ خدا کے پاس سے ہے کہ اس کے عوض تھوڑے دام حاصل کریں تو خرابی ہے ان کے لیے ان کے ہاتھوں کے لکھے سے اور خرابی ان کے لیے اس کمائی سے

8. إِنَّ ٱلَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَآ أَنزَلَ ٱللَّهُ مِنَ ٱلْكِتَٰبِ وَيَشْتَرُونَ بِهِۦ ثَمَنًا قَلِيلًا
أُو۟لَٰٓئِكَ مَا يَأْكُلُونَ فِى بُطُونِهِمْ إِلَّا ٱلنَّارَ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ ٱللَّهُ يَوْمَ ٱلْقِيَٰمَةِ
وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ[11]

وہ جو چھپاتے ہیں اللہ کی اتاری کتاب اور اس کے بدلے ذلیل قیمت لے لیتے ہیں وہ اپنے پیٹ میں آگ ہی بھرتے ہیں اور اللہ قیامت کے دن ان سے بات نہ کرے گا اور نہ انہیں ستھرا کرے اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے

9. سُنَّةَ ٱللَّهِ ٱلَّتِى قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلُ ۖ وَلَن تَجِدَ لِسُنَّةِ ٱللَّهِ تَبْدِيلًا[12]

اللہ کا دستور ہے کہ پہلے سے چلا آتا ہے اور ہر گز تم اللہ کا دستور بدلتا نہ پاؤ گے

10. وَٱلنَّجْمِ إِذَا هَوَىٰ ١ مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوَىٰ ٢ وَمَا يَنطِقُ عَنِ
ٱلْهَوَىٰٓ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْىٌ يُوحَىٰ ٤ عَلَّمَهُۥ شَدِيدُ ٱلْقُوَىٰ ٥[13]

اس پیارے چمکتے تارے محمد کی قسم جب یہ معراج سے اُترے تمہارے صاحب نہ بہکے نہ بے راہ چلے اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے وہ تو نہیں مگر وحی جو انہیں کی جاتی ہے انہیں (ف۵) سکھایا (ف٦) سخت قوتوں والے طاقتور نے

11. إِنَّ ٱلَّذِى فَرَضَ عَلَيْكَ ٱلْقُرْءَانَ لَرَآدُّكَ إِلَىٰ مَعَادٍ ۚ قُل رَّبِّىٓ أَعْلَمُ مَن

جَآءَ بِٱلۡهُدَىٰ وَمَنۡ هُوَ فِي ضَلَٰلٖ مُّبِينٖ[14]

بے شک جس نے تم پر قرآن فرض کیا وہ تمہیں پھیر لے جائے گا جہاں پھرنا چاہتے ہو تم فرماؤ میرا رب خوب جانتا ہے اُسے جو ہدایت لایا اور جو کھلی گمراہی میں ہے

12. إِنَّآ أَنزَلۡنَآ إِلَيۡكَ ٱلۡكِتَٰبَ بِٱلۡحَقِّ لِتَحۡكُمَ بَيۡنَ ٱلنَّاسِ بِمَآ أَرَىٰكَ ٱللَّهُۚ وَلَا تَكُن لِّلۡخَآئِنِينَ خَصِيمٗا[15]

اے محبوب بے شک ہم نے تمہاری طرف سچی کتاب اتاری کہ تم لوگوں میں فیصلہ کرو جس طرح تمہیں اللہ دکھائے اور دغا والوں کی طرف سے نہ جھگڑو

مذکورہ بالا آیات میں سے بعض ایسی ہیں جو کیس سے براہ راست متعلق نہیں ہیں البتہ پہلی دو آیات ایسی ہیں جن میں سرقہ کی سزا قطع ید اور اس کے ساتھ ساتھ فساد فی الارض کی سزائیں ذکر کی گئی ہیں۔

درخواست گزار کے دلائل کا بنیادی محور قطع ید کی سزا تھا۔ ان کے مطابق قرآن مجید میں فقط یہی سزا ہی ذکر کی گئی ہے۔ درخواست گزار کا موقف اس حوالے سے اس قدر سخت تھا کہ ان کے نزدیک فقط مرد اور عورت ہی چوری کرنے کی وجہ سے اس سزا کے مستحق ہوں گے۔ علاوہ ازیں اگر کوئی خواجہ سرا اس جرم کا ارتکاب کرے گا تو اس پر یہ حد لاگو نہ ہوگی۔[16]

درخواست گزار کے دلائل پر عدالت کا تبصرہ

درخواست گزار کے دلائل اور اندازِ استدلال سے واضح طور پر یہ بات مترشح ہو رہی تھی کہ اس کے نزدیک احکام شرعیہ کا بنیادی ماخذ فقط قرآن مجید ہی ہے سنت کی اس کے نزدیک کوئی تشریعی حیثیت نہیں ہے۔ قطع ید کی سزا کے بارے میں اپنا موقف واضح کرتے ہوئے درخواست گزار نے فقط قرآن مجید کی آیت سے ہی استدلال کیا۔ سنت سے کوئی بھی نص ذکر نہیں کی۔ درخواست گزار کے اسی رجحان کو بھانپتے ہوئے عدالت نے سب سے پہلے سنت کی حجیت واضح کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس سلسلے میں عدالت نے درج ذیل پہلو واضح کیے ہیں:[17]

1. رسول اللہ ﷺ کی اطاعت اور آپ کی سنت کی پیروی قرآن مجید کا ہی ایک واضح حکم ہے۔ اس حوالے

سے عدالت نے ان چند آیات کی طرف اشارہ کیا ہے جن میں رسول اللہ ﷺ کی اطاعت و اتباع کا حکم دیا گیا ہے۔

2. قرآن مجید کی کچھ آیات محکم ہیں اور کچھ متشابہات میں شامل ہیں۔[18]
3. گزشتہ کئی صدیوں سے علماء کی ایک بڑی تعداد نے ایسے اصول وضع کر دیے ہیں جن کی روشنی میں اس طرح کی قرآنی آیات کو سمجھا جاسکتا ہے۔ ان اصولوں پر مبنی علم کو علم اصول الفقہ کا نام دیا گیا ہے۔ اس علم میں قرآنی آیات کی تشریح کے اصول بھی واضح طور پر بیان کیے گئے ہیں۔
4. کسی بھی لفظِ قرآنی کے معانی و مفاہیم اور مستعملات کو سامنے رکھتے ہوئے علمائے اصول نے الفاظِ قرآنیہ کی درجہ بندی (عام، خاص وغیرہ کی صورت میں) کی ہے اور احکام کے استنباط میں ان الفاظ سے متعلق قوانین کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔

درخواست گزار کی متدل آیت پر عدالت کا تبصرہ

درخواست گزار نے اپنے استدلال کی بنیاد سورۃ المائدۃ کی آیت نمبر:38 والسارق والسارقة فاقطعوا ایدیهما کے قرآنی حکم پر رکھی تھی اس لیے عدالت نے اس کی وضاحت کرنا ضروری سمجھا۔ عدالت نے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے[19] کہ آیت میں چور کی سزا تو مذکور ہے لیکن سرقہ کے جرم کے حوالے سے دیگر اہم امور کے بارے میں آیت خاموش ہے۔ مثلاً چوری کا نصاب، سرقہ کس نوعیت کے جرم کو کہا جائے گا؟ کون شخص سرقہ کی سزا سے مستثنیٰ ہو گا؟ کون سے حالات ہوں گے جن میں کسی بھی فرد پر سرقہ کی حد لاگو نہیں کی جائے گی؟ کس طرح کے حالات میں کس طرح کی جگہ سے چوری کرنے پر حد سرقہ نافذ ہو گی؟ جس جگہ کسی شخص کا آنا جانا عام طور پر ہوتا ہو کیا اس جگہ سے بھی چوری کرنے پر اس پر حد سرقہ لاگو ہو گی؟ یہ اور اس طرح کے دیگر کئی سوالات ایسے ہیں جن کے جوابات سامنے لانا یکساں قانون سازی کے لیے انتہائی ضروری ہے۔ یہ جوابات سنت میں مذکور ہیں اور علماء کی تشریحات کی روشنی میں ان کے جوابات واضح کیے گئے ہیں۔ اس بحث کو مکمل کرتے ہوئے عدالت نے اسی پلیٹ فارم سے جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری اور جسٹس

محمد تقی عثمانی کی طرف سے جاری کیے گئے فیصلے[20] کا ایک طویل اقتباس نقل کیا ہے جس میں سرقہ سے متعلق مذکورہ بالا آیت اور جرمِ سرقہ کی دیگر تفصیلات کا احادیث اور اصولیین کے وضع کردہ قواعد کی روشنی میں ذکر کیا گیاہے۔[21]

والسارق والسارقة فاقطعوا ایدیهما پر عدالت کا تبصرہ

جرمِ سرقہ کی سزا کے بارے میں جس آیت پر درخواست گزار نے زیادہ زور دے کر اپنا موقف بیان کیا تھا اس پر تبصرہ کرتے ہوئے عدالت کا کہنا[22] تھا کہ یہ قرآنی حکم عام ہے اور اس کی دیگر تفصیلات احادیث، خلفائے راشدین کی سنت اور فقہاء کے اجماع میں واضح طور پر مذکور ہیں۔ ان ادلہ سے قطع ید کے ثبوت کے لیے عدالت نے درج ذیل نصوص ذکر کی ہیں:

1. عن أبي هريرة، عن النبي صلى الله عليه وسلم، قال: "إذا سرق السارق فاقطعوا يده، وإن عاد فاقطعوا رجله، فإن عاد فاقطعوا يده، فإن عاد فاقطعوا رجله[23]

حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ رسول اللہ ﷺ روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جب چور چوری کرے تو اس کا ہاتھ کاٹو، اگر وہ دوبارہ اس کا ارتکاب کرے تو اس کا پاؤں کاٹو پھر اگر تیسری بار بھی وہ چوری کا ارتکاب کرے تو اس کا ہاتھ کاٹو، اگر وہ پھر بھی چوری کا مرتکب ہو تو اس کا پاؤں کاٹ دو۔

2. عن ابن عباس ، قال: شهدت عمر بن الخطاب رضي الله عنه قطع بعد يد ورجل يدا[24]

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنھما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے مشاہدہ کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے چور کا ایک ہاتھ اور پاؤں کاٹے جانے کے بعد اس کا ہاتھ بھی کاٹا۔

3. حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں مروی ہے کہ انہوں نے تیسری بار چوری کرنے والے شخص کو ہمیشہ کے لیے قید کر دینے کا حکم جاری فرمایا۔[25]

مذکورہ بالا نصوص سے عدالت نے استدلال کرتے ہوئے یہ ذکر کیا ہے[26] پہلی بار چوری کرنے پر دایاں ہاتھ کاٹا جائے گا۔ دوسری بار چوری کرنے پر بایاں پاؤں کاٹا جائے گا۔

لفظ "ایدی" کا اطلاق عدالتی تصریح کی روشنی میں

عدالت کا کہنا ہے کہ [27] قرآنی آیت میں لفظ "ایدی" کا اطلاق فقہاء کی بیان کردہ اقسام مطلق اور مقید کے ذریعے کیا گیا ہے۔ لفظ ید کا اطلاق مکمل بازو پر بھی کیا جا سکتا ہے اور اس کا اطلاق فقط کہنی تک کے حصے پر بھی ہو سکتا ہے اسی طرح اس کا اطلاق کلائی تک کے حصے پر بھی کیا جا سکتا ہے۔ عبد القادر عودہ[28] اور وھبہ زحیلی [29] کے حوالے سے عدالت نے لکھا ہے کہ فقہاء اس بات پر متفق ہیں کہ لفظ "ید کا اطلاق" ہاتھ اور پاؤں دونوں پر ہوتا ہے۔

سیکشن 10 پر کیے گئے اعتراض کا عدالتی جواب

اس کے بعد عدالت نے سیکشن 10 پر درخواست گزار کے اعتراض کا جواب ذکر کیا ہے۔ سیکشن 10 میں ان مستثنیات کا ذکر ہے جہاں قطع ید کی سزا لاگو نہ ہو گی۔ عدالت نے اس کی وجہ ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے [30] کہ ان مستثنیات میں سرقہ کا حکم لاگو نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ان میں کوئی ایسا پہلو موجود ہوتا ہے جو مال لیے جانے کے اس عمل پر سرقہ کا اطلاق کیے جانے کے مانع ہوتا ہے۔ یہ اہم پہلو درج ذیل ہیں:

1. سارق کا مسروق منہ سے اس قدر قریبی رشتہ اور تعلق ہو جس کی وجہ سے سارق کو حرز تک بآسانی رسائی ہو۔
2. سارق کا مسروق منہ سے قریبی رشتہ تو نہ ہو لیکن دونوں کے درمیان ایسا تعلق ضرور ہو جس کی وجہ سے سارق کو حرز تک رسائی کی اجازت حاصل ہو۔
3. یا مسروقہ مال کے محفوظ کیے جانے کی جگہ ایسی ہو جس میں حرز کا پہلو مفقود ہو۔
4. مسروقہ مال کی مالیت نصاب سے کم ہو۔
5. سرقہ کا ارتکاب اکراہ یا حالت اضطرار میں کیا گیا ہو۔

حرز کے تصور کی وضاحت اور ثبوت

حرز کا مفہوم بیان کرتے ہوئے عدالت نے امام غزالی کے حوالے سے لکھا ہے[31] کہ یہ وہ جگہ ہوتی ہے جسے چیز کا مالک اپنی اس چیز کے لیے محفوظ تصور کرتا ہے۔ اس کا انحصار رسم ورواج اور عرف پر ہے۔[32] حرز کے ثبوت کے لیے عدالت نے درج ذیل روایت سے استدلال کیا ہے:

"سئل رسول الله صلى الله عليه وسلم في كم تقطع اليد؟ فقال: "لا تقطع اليد في ثمر معلق، فإذا ضمه الجرين قطعت في ثمن المجن، ولا يقطع في حريسة الجبل، فإذا آواه المراح قطعت في ثمن المجن"[33]

رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا کہ کتنی مالیت کی چوری پر ہاتھ کاٹا جائے گا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: لٹکتے ہوئے پھلوں کی چوری پر ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا لیکن جب وہ پھل ٹوکری میں آچکے ہوں تو ایک ڈھال کی قیمت کے برابر پھل چرانے پر ہاتھ کاٹا جائے گا، پہاڑوں پر چرتے جانوروں کے چرانے پر بھی ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا البتہ جب وہ اپنے باڑے میں پہنچ چکیں تو اب ایک ڈھال کی قیمت کے برابر جانور چرانے پر ہاتھ کاٹا جائے گا۔

عدم حرز کی بنا پر سرقہ کے حکم سے مستثنیٰ افراد کی وضاحت

عدالت نے عدم حرز کی بنا پر سیکشن 10 میں مذکور مستثنیٰ افراد کے استثناء کی تفصیلی وضاحت بھی کی ہے۔[34] یہ وضاحت عدالت نے فقہاء کی طرف منسوب کی ہے اور ان تمام صورتوں کو عدالت نے فقہاء کے قیاس اور وضع کردہ اصولوں سے ہی ماخوذ قرار دیا ہے۔[35] اس حوالے سے درج ذیل امور قابل ذکر ہیں:

1. مالک اور نوکر / ملازم اور میزبان و مہمان کے درمیان سرقہ بموجب حد کا کیس نہیں ہو سکتا کیونکہ مہمان اور ملازم کو میزبان اور مالک کی طرف سے حرز میں داخل ہونے کی عام اجازت ہوتی ہے۔
2. میاں بیوی اور وہ رشتہ دار جن کا ذکر سورۃ النساء کی آیت 22-23 اور سورۃ النور کی آیت 61 میں ہوا ہے ان کے درمیان بھی عدم حرز کی وجہ سے سرقہ بموجبِ قطع ید کا اطلاق نہیں ہو گا۔ سورۃ النساء کی مذکورہ آیت یہ ہے:

حُرِّمَتۡ عَلَيۡكُمۡ أُمَّهَٰتُكُمۡ وَبَنَاتُكُمۡ وَأَخَوَٰتُكُمۡ وَعَمَّٰتُكُمۡ وَخَٰلَٰتُكُمۡ وَبَنَاتُ ٱلۡأَخِ وَبَنَاتُ ٱلۡأُخۡتِ وَأُمَّهَٰتُكُمُ ٱلَّٰتِيٓ أَرۡضَعۡنَكُمۡ وَأَخَوَٰتُكُم مِّنَ ٱلرَّضَٰعَةِ

وَأُمَّهَٰتُ نِسَآئِكُمْ وَرَبَٰٓئِبُكُمُ ٱلَّٰتِى فِى حُجُورِكُم مِّن نِّسَآئِكُمُ ٱلَّٰتِى دَخَلْتُم بِهِنَّ
فَإِن لَّمْ تَكُونُوا۟ دَخَلْتُم بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ وَحَلَٰٓئِلُ أَبْنَآئِكُمُ ٱلَّذِينَ مِنْ
أَصْلَٰبِكُمْ وَأَن تَجْمَعُوا۟ بَيْنَ ٱلْأُخْتَيْنِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ۗ إِنَّ ٱللَّهَ كَانَ غَفُورًا رَّحِيمًا[36]

حرام ہوئیں تم پر تمہاری مائیں اور بیٹیاں اور بہنیں اور پھوپھیاں اور خالائیں اور بھتیجیاں اور بھانجیاں اور تمہاری مائیں جنہوں نے دودھ پلایا اور دودھ کی بہنیں اور عورتوں کی مائیں اور ان کی بیٹیاں جو تمہاری گود میں ہیں اُن بیبیوں سے جن سے تم صحبت کر چکے ہو تو پھر اگر تم نے ان سے صحبت نہ کی ہو تو ان کی بیٹیوں میں حرج نہیں اور تمہاری نسلی بیٹوں کی بیبییں اور دو بہنیں اکٹھی کرنا مگر جو ہو گزرا بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے

سورۃ النور کی مذکورہ آیت کا متن حسب ذیل ہے:

لَّيْسَ عَلَى ٱلْأَعْمَىٰ حَرَجٌ وَلَا عَلَى ٱلْأَعْرَجِ حَرَجٌ وَلَا عَلَى ٱلْمَرِيضِ حَرَجٌ وَلَا عَلَىٰٓ
أَنفُسِكُمْ أَن تَأْكُلُوا۟ مِنۢ بُيُوتِكُمْ أَوْ بُيُوتِ ءَابَآئِكُمْ أَوْ بُيُوتِ أُمَّهَٰتِكُمْ أَوْ
بُيُوتِ إِخْوَٰنِكُمْ أَوْ بُيُوتِ أَخَوَٰتِكُمْ أَوْ بُيُوتِ أَعْمَٰمِكُمْ أَوْ بُيُوتِ عَمَّٰتِكُمْ أَوْ
بُيُوتِ أَخْوَٰلِكُمْ أَوْ بُيُوتِ خَٰلَٰتِكُمْ أَوْ مَا مَلَكْتُم مَّفَاتِحَهُۥٓ أَوْ صَدِيقِكُمْ ۚ لَيْسَ
عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَن تَأْكُلُوا۟ جَمِيعًا أَوْ أَشْتَاتًا ۚ فَإِذَا دَخَلْتُم بُيُوتًا فَسَلِّمُوا۟ عَلَىٰٓ
أَنفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِّنْ عِندِ ٱللَّهِ مُبَٰرَكَةً طَيِّبَةً ۚ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ ٱللَّهُ لَكُمُ ٱلْءَايَٰتِ
لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ[37]

نہ اندھے پر تنگی اور نہ لنگڑے پر مضائقہ اور نہ بیمار پر روک اور نہ تم میں کسی پر کہ کھاؤ اپنی اولاد کے گھر یا اپنے باپ کے گھر یا اپنی ماں کے گھر یا اپنے بھائیوں کے یہاں یا اپنی بہنوں کے گھر یا اپنے چچاؤں کے یہاں یا اپنی پھپیوں کے گھر یا اپنے ماموؤں کے یہاں یا اپنی خالاؤں کے گھر یا جہاں کی کنجیاں تمہارے قبضہ میں ہیں یا اپنے دوست کے یہاں تم پر کوئی الزام نہیں کہ مل کر کھاؤ یا الگ الگ پھر جب کسی گھر میں جاؤ تو اپنوں کو سلام کرو ملتے وقت کی اچھی دعا اللہ کے پاس سے مبارک پاکیزہ اللہ یونہی بیان فرماتا ہے تم سے آیتیں کہ تمہیں سمجھ ہو

3. کسی بھی عوامی مقام سے چرائی گئی چیز میں بھی سرقہ بموجب قطع ید کا اطلاق نہیں ہو گا۔

عدالت کی ذکر کردہ احادیث

عدالت نے میاں بیوی، اولاد، مہمان اور ملازم کی طرف سے سرقہ کا ارتکاب ہونے کے باوجود اس پر قطع ید کا اطلاق نہ ہونے کی دلیل میں بعض احادیث سے بھی استدلال کیا ہے[38] جو کہ درج ذیل ہیں:

1. "عن عائشة رضي الله عنها: "قالت هند يا رسول الله، إن أبا سفيان رجل شحيح فهل علي جناح أن آخذ من ماله ما يكفيني وبني قال: خذي بالمعروف"[39]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ ھند نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ بے شک ابو سفیان ایک کنجوس آدمی ہے تو کیا مجھ پر کوئی حرج ہو گا اگر میں اس کے مال میں سے اتنا لے لوں جو مجھے اور میرے بچوں کے لیے کافی ہو؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: معروف مقدار میں مال لے لیا کرو

2. "جاء رجل إلى النبي صلى الله عليه وسلم، فقال: إن أبي اجتاح مالي، فقال: "أنت ومالك لأبيك" وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "إن أولادكم من أطيب كسبكم، فكلوا من أموالهم"[40]

ایک آدمی نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کی: میرے والد نے میرا مال زبردستی استعمال کر لیا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم اور تمہارا مال تمہارے والد کی ہی ملکیت ہے۔ نیز رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمہاری اولاد تمہاری پاکیزہ کمائی میں سے ہے اس لیے تم ان کے اموال استعمال کر سکتے ہو۔

نوٹ: عدالت نے اس مقام پر فقہاء کے استنباط کا حوالہ دیتے ہوئے ذکر کیا ہے کہ ان احادیث سے انہوں نے بہن بھائیوں کا حکم بھی اخذ کیا ہے۔

3. "أن عبد الله بن عمرو بن الحضرمي جاء بغلام له إلى عمر بن الخطاب فقال له: اقطع يد غلامي هذا فإنه سرق. فقال له عمر: "ماذا سرق؟" فقال: سرق مرآة لامرأتي ثمنها ستون درهما. فقال عمر: "أرسله فليس عليه قطع خادمكم سرق متاعكم"[41]

حضرت عبد اللہ بن عمرو بن الحضرمی رضی اللہ عنہ اپنے ایک غلام کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس لے کر آئے اور ان سے عرض کی کہ میرے اس غلام کا ہاتھ کاٹ دیں اس نے چوری کی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ

اس نے کیا چرایا ہے؟ تو انہوں نے عرض کی: اس نے میری زوجہ کا شیشہ چرایا ہے جس کی مالیت ساٹھ درہم ہے۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: اسے جانے دو اس پر قطع ید کی سزا نہیں لاگو ہو سکتی کیونکہ تمہارے ہی خادم نے تمہارا ہی سامان چرایا ہے

مالِ غیر متقوم / نصاب سے کم مالیت کی چیز چرانے پر سرقہ کا حکم لاگو نہ ہونے پر عدالت نے درج ذیل روایات سے استدلال کیا ہے:[42]

4. "عن عائشة، قالت: "لم يكن يقطع على عهد النبي صلى الله عليه وسلم في الشيء التافه"[43]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا سے مروی ہے فرماتی ہیں: معمولی سی گری پڑی چیز کے چرانے پر رسول اللہ ﷺ کے دور مبارک میں ہاتھ نہیں کاٹا جاتا تھا۔

سنن ابو داؤد میں حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کا واقعہ مذکور ہے:

5. "عن محمدِ بنِ يحيى بنِ حَبَّان، أن عبداً سَرقَ ودِيّاً من حائطِ رجُلٍ فغرسَه في حائط سيِّدهِ، فخرج صاحبُ الوديّ يلتمِسُ وديَّهُ فوجده فاستعدى على العبد مروان بن الحكم وهو أمير المدينة يومئذٍ، فسجن مروانُ العبدَ، وأراد قطعَ يده، فانطلق سيدُ العبد إلى رافع بنِ خَديج، فسأله عن ذلك، فأخبره أنه سَمِعَ رسولَ الله صلى الله عليه وسلم يقول: "لا قَطعَ في ثَمَرٍ ولا كَثَرٍ" فقال الرجلُ: إن مروان أخذَ غُلامِي وهو يريدُ قطعَ يدِه، وأنا أحبُّ أن تمشيَ معي إليه فتُخبِرَه بالذي سمعتَ مِن رسول الله صلى الله عليه وسلم، فمشى معَه رافعُ بنُ خديجٍ حتى أتى مروان بن الحكم، فقال له رافعٌ: سمعتُ رسولَ الله صلى الله عليه وسلم يقول: "لا قطعَ في ثَمَرَ ولا كثَرَ" فأمر مروان بالعبدِ فأرسِل"[44]

محمد بن یحیٰی بن حبان سے روایت ہے کہ ایک غلام نے ایک کھجور کے باغ سے ایک شخص کے کھجور کا پودا چرا لیا اور اسے لے جا کر اپنے مالک کے باغ میں لگا دیا، پھر پودے کا مالک اپنا پودا ڈھونڈنے نکلا تو اسے) ایک باغ میں لگا (پایا تو اس نے مروان بن حکم سے جو اس وقت مدینہ کے حاکم تھے غلام کے خلاف شکایت کی مروان نے اس غلام کو قید کر لیا اور اس کا ہاتھ کاٹنا چاہا تو غلام کا مالک رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کے پاس گیا، اور ان سے اس سلسلہ میں مسئلہ دریافت کیا تو انہوں نے اسے بتایا کہ انہوں نے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے" : پھل اور جمار) کھجور کے درخت کے پیڑی کا گابھا (کی چوری میں ہاتھ نہیں کٹے گا "تو اس شخص نے کہا: مروان نے میرے غلام کو پکڑ رکھا ہے وہ اس کا ہاتھ کاٹنا چاہتے ہیں میری خواہش ہے کہ آپ میرے ساتھ ان کے پاس چلیں اور اسے وہ بتائیں جو آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے، تو رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ اس کے ساتھ چلے، اور مروان کے پاس آئے، اور ان سے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے" : پھل اور گابھا کے) چرانے میں (ہاتھ نہیں کٹے گا "مروان نے یہ سنا تو اس غلام کو چھوڑ دینے کا حکم دے دیا، چنانچہ اسے چھوڑ دیا گیا۔

سرقہ میں نصاب کا اعتبار کیے جانے کے حوالے سے عدالت نے درج ذیل روایات ذکر کی ہیں:[45]

6. "عن عائشة، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: "تقطع يد السارق في ربع دينار"[46]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا سے مروی ہے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ایک چوتھائی دینار کی مالیت کے برابر چوری کرنے پر چور کا ہاتھ کاٹا جائے گا۔

7. "أن يد السارق لم تقطع على عهد النبي صلى الله عليه وسلم إلا في ثمن مجن، حجفة أو ترس"[47]

رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں چور کا ہاتھ ایک ڈھال سے کم کی مالیت کی چوری پر نہیں کاٹا جاتا تھا۔

8. "عن عائشة: أن النبي صلى الله عليه وسلم كان يقطع في ربع دينار فصاعدا"[48]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ دینار کی ایک چوتھائی یا اس سے زائد کی مالیت پر ہاتھ کاٹنے کا حکم فرمایا کرتے تھے۔

وہ مال جس میں سارق کی اپنی شراکت یا کوئی حصہ بھی موجود ہو تو اس میں سرقہ کا حکم لاگو نہ ہونے کے حوالے سے عدالت نے درج ذیل نصوص سے استدلال کیا ہے:[49]

9. "أتي علي برجل سرق من الخمس فقال:له فيه نصيب، هو جائز، فلم يقطعه، سرق مغفرا"[50]

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس ایک شخص کو لایا گیا جس نے مال غنیمت کے خمس میں سے چوری کی تھی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ اس کا بھی خمس میں حصہ ہے اور اس کے لیے یہ مال لینا جائز ہے اس لیے آپ نے اس کا ہاتھ نہ کاٹا۔ اس شخص نے ایک خود چرایا تھا

10. "عن ابن عباس: أن عبدا من رقيق الخمس سرق من الخمس، فرفع ذلك إلى النبي صلى الله عليه وسلم، فلم يقطعه وقال: مال الله عز وجل، سرق بعضه بعضا"[51]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ خمس میں شامل ایک غلام نے خمس کے مال میں سے چوری کر لی، نبی کریم ﷺ کے پاس جب یہ معاملہ لے جایا گیا تو آپ ﷺ نے اس کا ہاتھ نہ کاٹا اور فرمایا: اللہ کے ہی مال میں سے ایک نے دوسرے کو چرا لیا۔

سیکشن 10 کی یہ شق جس میں یہ مذکور ہے کہ اگر کوئی چور توبہ کرتے ہوئے قبل از گرفتاری ہی خود کو حاکم کے سامنے پیش کر دے اور مال مسروق بھی واپس کر دے تو اس پر قطع ید کی سزا لازم نہ ہو گی۔ اس کی تائید میں عدالت نے درج ذیل روایات ذکر کی ہیں:[52]

11. "تعافوا الحدود فيما بينكم، فما بلغني من حد، فقد وجب"[53]

حدود آپس میں ہی معاف کر دیا کرو، حد کا جو معاملہ مجھ تک پہنچ گیا تو اس صورت میں حد نافذ ہو کر ہی رہے گی۔

12. "عن صفوان بن أمية، أنه طاف بالبيت فصلى ثم لف رداء له من برد فوضعه تحت رأسه فنام فأتاه لص فاستله من تحت رأسه فأخذه، فأتى به النبي صلى الله عليه وسلم فقال: إن هذا سرق ردائي فقال له النبي صلى الله عليه وسلم: "أسرقت رداء هذا؟" قال: نعم قال: "اذهبا به فاقطعا يده" قال صفوان: ما كنت أريد أن تقطع يده في ردائي فقال له: فلو ما كان قبل هذا"[54]

صفوان بن امیہ سے مروی ہے کہ انہوں نے بیت اللہ کا طواف کیا اور اپنی چادر لپیٹ کر اسے اپنے سر کے نیچے رکھا اور سو گئے۔ ایک چور آیا اور اس نے وہ چادر ان کے سر کے نیچے سے کھسکا لی۔ صفوان اس چور کو لے کر رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ اس شخص نے میری چادر چرا لی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس چور سے پوچھا: کیا تم نے واقعی اس کی چادر چرائی ہے؟ اس نے کہا: جی ہاں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم

دونوں آدمی اس چور کو لے جاؤ اور اس کا ہاتھ کاٹ دو۔ صفوان نے عرض کی: میں یہ تو نہیں چاہتا تھا کہ میری چادر کی وجہ سے اس کا ہاتھ کاٹ دیا جائے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ خیال پہلے کیوں نہ آیا۔

آخر میں عدالت نے اپنا فیصلہ جاری کرتے ہوئے واضح کیا ہے کہ حدود آرڈیننس کے سیکشن 9 اور 10 اور ان کے ذیلی سیکشنز اسلامی اصولوں کے مطابق ہیں اس لیے زیر بحث درخواست خارج کی جاتی ہے۔[55]

اس فیصلہ میں عدالت نے بہت زیادہ تفصیل سے نصوص پر بحث کی ہے۔ درخواست گزار کی طرف سے دو بنیادی اعتراضات تھے جن پر عدالت کی طرف سے یہ تفصیل سامنے آئی ہے۔ پہلا اعتراض یہ تھا کہ سرقہ کی سزا صرف قطع ید ہے مال کی واپسی یا ہاتھ کے علاوہ پاؤں کاٹنا یہ سرقہ کی حد میں قرآن کی رو سے شامل نہیں ہیں۔ دوسرا اعتراض یہ تھا کہ سیکشن 10 میں جو مستثنیات ذکر کی گئی ہیں یہ مستثنیات خلافِ قرآن و سنت ہیں۔ عدالت سیکشن 9 اور سیکشن 10 کی جزئیات کو قرآن و سنت کے ساتھ ساتھ فقہاء کی آراء کی روشنی میں بالتفصیل زیر بحث لائی ہے۔

عدالت کی تفصیلی بحث میں قابلِ تحقیق امور

درج ذیل امور عدالت کی اس تفصیلی بحث میں ایسے ہیں جو محل نظر اور قابلِ تحقیق ہیں:

1. عدالت کا بعض جزئیات میں قرآن و سنت سے دلیل پیش کرنے کی بجائے فقہاء کے قائم کردہ اصول و ضوابط سے استدلال کرنا۔
2. عزیز و اقارب کے درمیان سرقہ کا حکم لاگو نہ ہونے کے دلائل میں سورۃ النساء کی آیت نمبر 23 اور سورۃ النور کی آیت نمبر 61 سے استدلال کرنا۔
3. زوجین کے درمیان سرقہ کا حکم لاگو نہ ہونے کے مسئلہ میں ھند زوجہ ابو سفیان کی روایت سے استدلال کرنا
4. اگر چور نے خود کو حاکم وقت کے سامنے پیش کر دیا اور اپنے جرم سے توبہ کر لی تو کیا حد ساقط ہو جائے گی یا نہیں؟

ذیل میں ہر ایک امر پہلو کے متعلق بالترتیب بحث کی جائے گی۔

بعض جزئیات میں عدالت کا قرآن و سنت کی بجائے فقہاء کی آراء سے استدلال

معزز عدالت نے اپنے متعدد فیصلوں میں اس بات کی تصریح کی ہے کہ عدالت دائر کردہ کیسز میں فیصلہ جاری کرتے وقت فقط قرآن و سنت کو ہی بنیاد بنائے گی فقہاء کی رائے کے مطابق کسی قانون کے جواز یا عدم جواز کا فیصلہ کرنا عدالت کے مینڈیٹ میں شامل نہیں ہے۔ درج ذیل اقتباسات عدالت کے اس موقف پر دلالت کرتے ہیں:

> ‘‘In this connection, however, it is pertinent to point out that this Court is vested with the power to declare only those laws/provisions of laws, as defined in Article 203-C (b) of the Constitution, on the touch stone of Injunctions of Islam as contained in the Holy Quran and Sunnah of the Holy Prophet ﷺ. As such its scope and jurisdiction is limited to the Holy Quran and Sunnah of the Holy Prophet(ﷺ). Only. With great regard and utmost respect for the scholarship 'Taqwa' and deep insight of the eminent Aimma Ezam and Ulema Kiram this court cannot declare any law or provision of law merely on the basis of views, verdicts and Fatawa issued by the honourable scholars whosever they might be.[56]

"اس سلسلے میں یہ بات واضح کرنا ضروری ہے کہ اس عدالت کو صرف ان قوانین یا قانونی دفعات کو پرکھنے کا اختیار حاصل ہے جن کی وضاحت / تعیین آئین پاکستان کے آرٹیکل 203-سی(بی) میں کی گئی ہے، اور ان کا تعین قرآن پاک اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت میں بیان کردہ احکام کے مطابق کیا جائے گا۔ اس وجہ سے کہ اس عدالت کا دائرہ کار اور اختیار صرف قرآن پاک اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت تک محدود ہے۔ ائمہ عظام اور علماء کرام کے علم، تقویٰ اور گہری بصیرت کا بھرپور احترام کرتے ہوئے یہ عدالت کسی بھی قانون یا قانونی شق کا فیصلہ محض کسی بھی قابل احترام عالم کی رائے، فتویٰ یا فیصلے کی بنیاد پر نہیں کر سکتی چاہے وہ جو کوئی بھی ہوں۔"

ایک اور فیصلے میں عدالت نے لکھا ہے:

''it may be sufficient to mention that jurisdiction of Federal Shariat court is restricted to consideration of repugnancy of a law only in the light of Injunctions of Islam as contained in Holy Quran and Sunnah of the Holy Prophet (SAWS) .This court is not at all authorized to decide Shariat petitions in the light of the juristic opinions of *Fuqaha .Article* 203D(1) of the Constitution which specifies the power, Jurisdiction and functions of this court is quite clear in this respect.''[57]

"یہ بیان کر دینا کافی ہو گا کہ وفاقی شرعی عدالت کا اختیار صرف اس بات تک محدود ہے کہ کسی قانون کے اسلامی احکام کے خلاف ہونے کا جائزہ محض اسی کے مطابق لیا جائے جو قرآن پاک اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت میں موجود ہے۔ اس عدالت کو فقہاء کے فتاویٰ کی روشنی میں شرعی درخواستوں کا فیصلہ کرنے کا بالکل اختیار نہیں ہے۔ آئین پاکستان کا آرٹیکل 203-ڈی(1) جو اس عدالت کے اختیارات، دائرہ کار اور افعال کا تعین کرتا ہے اس سلسلے میں بالکل واضح ہے۔"

مذکورہ بالا اقتباسات سے یہ عیاں ہوتا ہے کہ عدالت نصوص سے استدلال کرتے ہوئے خود ایک مجتہدانہ رائے اختیار کرتے ہوئے نتیجہ اخذ کرے گی اور فقہاء کی آراء سے اس معاملہ میں صرفِ نظر کیا جائے گا۔ لیکن اس کے باوجود زیر بحث کیس میں عدالت نے اپنے موقف کے حق میں فقہاء کے ہی قائم کردہ اصول وضوابط کی بنیاد پر متعدد جزئیات میں اپنی رائے قائم کی ہے۔ ان مقامات کی تفصیل حسب ذیل ہے:

I. درخواست پر بحث کے آغاز میں ہی عدالت نے قرآن وسنت اور فقہاء کے قائم کردہ اصول وضوابط کے درمیان لازمی ربط کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے:

''Before dilating each clause and sub- section of the impugned section we consider it necessary to elucidate the understanding regarding the inseparable linkage between the Quran and Sunnah al-Nabi to understand Islamic Injuctions in accordance with principles of jurisprudence set by the Muslim jurists.''[58]

متنازعہ سیکشن کے ہر بند اور ذیلی سیکشن کو تفصیل سے بیان کرنے سے پہلے، ہم ضروری سمجھتے ہیں کہ قرآن اور سنت نبی کے درمیان ناقابل شکست ربط کے مفہوم کو واضح کیا جائے، تاکہ مسلم فقہاء کے قائم کردہ فقہی اصولوں کے مطابق اسلامی احکام کو سمجھ سکیں۔

II. عدالت نے آیات قرآنیہ کی محکم اور متشابہ قسم کا ذکر کرنے کے بعد لکھا ہے:

''To understand their meanings the Muslim jurists or scholars who have firmly grounded knowledge can guide us consequent to this verse and many others verses, number of Islamic Jurists over the last fifteen centuries have developed the principles of interpretation of dictates of Allah as prescribed in the Holy Quran. They have developed as whole subject for that purpose known as Principles of Islamic Jurisprudence or Usul al Fiqh (اصول الفقہ).''[59]

ان کے معانی سمجھنے کے لیے، مسلم فقہاء یا علماء جو مستحکم علم رکھتے ہیں، ہمیں اس آیت اور دیگر بہت سی آیات کے بارے میں رہنمائی کر سکتے ہیں۔ پچھلے پندرہ صدیوں میں بہت سے مسلم فقہاء نے اللہ کے حکموں کی تعبیر کے اصولوں کو قرآن پاک میں بیان کردہ اصولوں کے مطابق ترقی دی ہے۔ اس مقصد کے لیے انہوں نے ایک مکمل موضوع تیار کیا ہے جسے اسلامی فقہ کے اصول یا اصول الفقہ (اصول الفقہ) کہتے ہیں۔

III. قطع ید کی سزا نافذ کرتے وقت "ید" کی حد کہاں تک ہو گی اور کہاں سے کہاں تک لفظ ید کا اطلاق ہو گا اس حوالے سے بھی معزز عدالت نے قرآن و سنت سے کسی دلیل کو ذکر کرنے کی بجائے فقہاء کی رائے کو ہی ملحوظ رکھا ہے:

''Jurists are in aggrement that the hand in execution of punishment of Hadd of theft is to be cut from the wrist.''[60]

فقہاء متفق ہیں کہ چوری کے حد کے سزا کی انجام دہی میں ہاتھ کلائی سے کاٹا جانا چاہیے۔

IV. متعدد بار سرقہ کے ارتکاب کے نتیجہ میں ہاتھ کے ساتھ ساتھ پاؤں بھی کاٹے جانے کی سزا کے حق میں دلیل دیتے ہوئے عدالت نے قرآن و سنت سے کوئی دلیل پیش کرنے کی بجائے عبدالقادر عودہ اور وھبہ زحیلی کا حوالہ دیتے ہوئے لکھا ہے:

''In Arabic the word "ایدی" is used for hand and foot too. Dr. Abd-al Qadir Audah also narrated opinion of the four school of thought as discussed by Wahabah Zuhaili in Al fiqh ul Islami wa Addilathu as the jurists are unanimous that the word "ایدی" occouring in the Quranic verse applies to both, hand and foot.''[61]

عربی زبان میں لفظ "ایدی" ہاتھ اور پاؤں دونوں کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ ڈاکٹر عبدالقادر عودہ نے بھی وہبہ زُحَیلی کی کتاب "الفقہ الإسلامي وأدلتہ" میں بیان کردہ چار فقہی مکاتب فکر کی رائے بیان کی ہے کہ فقہاء متفق ہیں کہ قرآن کی آیت میں استعمال ہونے والا لفظ "ایدی" ہاتھ اور پاؤں دونوں پر لاگو ہوتا ہے۔

عدالت کے دیے گئے بعض محل نظر حوالہ جات

عدالت کی اس تصریح کے بعد جب مطلوبہ مقامات کے لیے اصل کتب کی طرف رجوع کیا گیا تو وہاں مذکورہ کتب میں کوئی ایسی تصریح نہیں ملی جس سے یہ واضح ہوتا ہو کہ مذکورہ کتب کے مصنفین نے یہ لکھا ہو کہ عربی میں ید کے لفظ کا اطلاق ہاتھ اور پاؤں دونوں پر ہوتا ہے۔ البتہ فقہاء کے درمیان قرآنی حکم فاقطعوا پر عمل کرنے میں اختلاف کا ذکر کرتے ہوئے امام مالک اور شافعی رحمۃ اللہ علیہما کی رائے بیان کرتے ہوئے عبدالقادر عودہ نے لکھا ہے کہ ان حضرات کے نزدیک بیک وقت ہاتھ اور پاؤں دونوں کاٹے جائیں گے جس کی دلیل ان کی طرف سے یہ پیش کی گئی ہے کہ آیت میں مذکور ایدی کا لفظ اسم جمع ہے اور دو اور دو سے زائد جمع میں ہی شامل ہیں لہٰذا ایک وقت ہی دونوں اعضاء کاٹے جائیں گے۔[62] ان فقہاء نے یہ نہیں لکھا کہ لفظ ید کا اطلاق عربی میں ہاتھ اور پاؤں دونوں پر ہوتا ہے۔ جب کہ وھبہ زحیلی کی طرف عدالت کی جانب سے منسوب رائے جاننے کے لیے جب مطلوبہ کتاب کی طرف رجوع کیا گیا تو اس میں کوئی ایسی تصریح نہیں ملی جس سے یہ واضح ہو کہ عربی

زبان میں ید کے لفظ کا اطلاق ہاتھ اور پاؤں دونوں پر ہوتا ہے۔

سورۃ النساء اور سورۃ النور کی آیت سے عدالتی استدلال کا تجزیہ

حدود آرڈیننس کے سیکشن 10 میں مذکور مستثنیات کے دفاع میں عدالت نے تفصیلی دلائل ذکر کیے ہیں۔ ان دلائل میں متعدد احادیث اور آثار سے استدلال کے ساتھ ساتھ عدالت نے سورۃ النساء اور سورۃ النور کی دو آیات سے بھی استدلال کیا ہے۔ سورۃ النساء کی آیت درج ذیل ہے:

حُرِّمَتۡ عَلَيۡكُمۡ أُمَّهَٰتُكُمۡ وَبَنَاتُكُمۡ وَأَخَوَٰتُكُمۡ وَعَمَّٰتُكُمۡ وَخَٰلَٰتُكُمۡ وَبَنَاتُ
ٱلۡأَخِ وَبَنَاتُ ٱلۡأُخۡتِ وَأُمَّهَٰتُكُمُ ٱلَّٰتِيٓ أَرۡضَعۡنَكُمۡ وَأَخَوَٰتُكُم مِّنَ ٱلرَّضَٰعَةِ
وَأُمَّهَٰتُ نِسَآئِكُمۡ وَرَبَٰٓئِبُكُمُ ٱلَّٰتِي فِي حُجُورِكُم مِّن نِّسَآئِكُمُ ٱلَّٰتِي دَخَلۡتُم بِهِنَّ
فَإِن لَّمۡ تَكُونُواْ دَخَلۡتُم بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيۡكُمۡ وَحَلَٰٓئِلُ أَبۡنَآئِكُمُ ٱلَّذِينَ مِنۡ
أَصۡلَٰبِكُمۡ وَأَن تَجۡمَعُواْ بَيۡنَ ٱلۡأُخۡتَيۡنِ إِلَّا مَا قَدۡ سَلَفَۗ إِنَّ ٱللَّهَ كَانَ غَفُورٗا
رَّحِيمٗا[63]

حرام ہوئیں تم پر تمہاری مائیں اور بیٹیاں اور بہنیں اور پھوپھیاں اور خالائیں اور بھتیجیاں اور بھانجیاں اور تمہاری مائیں جنہوں نے دودھ پلایا اور دودھ کی بہنیں اور عورتوں کی مائیں اور ان کی بیٹیاں جو تمہاری گود میں ہیں اُن بیبیوں سے جن سے تم صحبت کر چکے ہو تو پھر اگر تم نے ان سے صحبت نہ کی ہو تو ان کی بیٹیوں میں حرج نہیں اور تمہاری نسلی بیٹوں کی بیبیں اور دو بہنیں اکٹھی کرنا مگر جو ہو گزرا بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے

جب کہ سورۃ النور کی آیت درج ذیل ہے:

لَّيۡسَ عَلَى ٱلۡأَعۡمَىٰ حَرَجٞ وَلَا عَلَى ٱلۡأَعۡرَجِ حَرَجٞ وَلَا عَلَى ٱلۡمَرِيضِ حَرَجٞ وَلَا عَلَىٰٓ
أَنفُسِكُمۡ أَن تَأۡكُلُواْ مِنۢ بُيُوتِكُمۡ أَوۡ بُيُوتِ ءَابَآئِكُمۡ أَوۡ بُيُوتِ أُمَّهَٰتِكُمۡ أَوۡ
بُيُوتِ إِخۡوَٰنِكُمۡ أَوۡ بُيُوتِ أَخَوَٰتِكُمۡ أَوۡ بُيُوتِ أَعۡمَٰمِكُمۡ أَوۡ بُيُوتِ عَمَّٰتِكُمۡ أَوۡ
بُيُوتِ أَخۡوَٰلِكُمۡ أَوۡ بُيُوتِ خَٰلَٰتِكُمۡ أَوۡ مَا مَلَكۡتُم مَّفَاتِحَهُۥٓ أَوۡ صَدِيقِكُمۡۚ لَيۡسَ
عَلَيۡكُمۡ جُنَاحٌ أَن تَأۡكُلُواْ جَمِيعًا أَوۡ أَشۡتَاتٗاۚ فَإِذَا دَخَلۡتُم بُيُوتٗا فَسَلِّمُواْ عَلَىٰٓ

أَنفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِّنْ عِندِ ٱللَّهِ مُبَٰرَكَةً طَيِّبَةً كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ ٱللَّهُ لَكُمُ ٱلْءَايَٰتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ 64

نہ اندھے پر تنگی اور نہ لنگڑے پر مضائقہ اور نہ بیمار پر روک اور نہ تم میں کسی پر کہ کھاؤ اپنی اولاد کے گھر یا اپنے باپ کے گھر یا اپنی ماں کے گھر یا اپنے بھائیوں کے یہاں یا اپنی بہنوں کے گھر یا اپنے چچاؤں کے یہاں یا اپنی پھپیوں کے گھر یا اپنے ماموؤں کے یہاں یا اپنی خالاؤں کے گھر یا جہاں کی کنجیاں تمہارے قبضہ میں ہیں یا اپنے دوست کے یہاں تم پر کوئی الزام نہیں کہ مل کر کھاؤ یا الگ الگ پھر جب کسی گھر میں جاؤ تو اپنوں کو سلام کرو ملتے وقت کی اچھی دعا اللہ کے پاس سے مبارک پاکیزہ اللہ یونہی بیان فرماتا ہے تم سے آیتیں کہ تمہیں سمجھ ہو

سورۃ النساء کی آیت کا مفہوم اور اس سے عدالتی استدلال کا تجزیہ

سورۃ النساء اور سورۃ النور کی مذکورہ بالا آیت کا حوالہ دے کر عدالت نے لکھا ہے:

> ‘‘Secondly, in addition to husband and wife the Muslim Jurists include all the relatives mentioned in verses 22-23 of Surah al-Nisa as Mehrams and in verse 61 of Surah al-Noor in which Allah has mentioned a list of relatives in houses of whom one is allowed to enter and eat there.’’[65]

دوم، شوہر اور بیوی کے علاوہ، مسلم فقہاء سورہ النساء کی آیات 22-23 میں ذکر کردہ تمام رشتہ داروں کو محرم اور سورہ نور کی آیت 61 میں اللہ نے جن رشتہ داروں کی فہرست ذکر کی ہے، جن کے گھروں میں داخل ہونے اور وہاں کھانے کی اجازت ہے، انہیں بھی محرم کہتے ہیں۔

مذکورہ بالا پیراگراف میں عدالت نے سورۃ النساء میں مذکور محارم کو ان افراد میں شامل کیا ہے جن کے درمیان سرقہ کے ارتکاب سے حدِ سرقہ لازم نہیں آتی۔ مقالہ نگار کے نزدیک اس عدالتی استدلال میں درج ذیل امور آئین میں بیان کردہ عدالتی منہج کے خلاف ہیں:

1. آیت میں صراحتاً ایسا کوئی حکم مذکور نہیں ہے جس سے آیت میں مذکور افراد کے درمیان حکمِ سرقہ لاگو نہ ہونے کا براہ راست کوئی اشارہ ملتا ہو۔ جب کہ عدالت کا عمومی اسلوب یہی رہا ہے کہ کسی بھی آرڈیننس یا

ایکٹ کے خلاف درخواست دائر ہونے پر عدالت درخواست گزار سے جمہور فقہاء کی آراء کی بجائے قرآن یا سنت کی کسی ایسی نص کا مطالبہ کرتی رہی ہے جو براہ راست اس درخواست گزار کے اختیار کردہ موقف پر دلالت کرے جیسا کہ باب اول میں عدالت کے منہج کی تحقیق کے ضمن میں اس کی تفصیل ذکر ہو چکی ہے۔ لیکن خود اپنے استدلال میں عدالت نے حسبِ موقع اپنے موقف کے حق میں براہ راست دلالت کرنے والی کسی نص کی بجائے فقہاء کے استنباط پر انحصار کیا ہے۔

2. زیر بحث آیت سے جو استدلال عدالت نے ذکر کیا ہے ایسا کوئی بھی استدلال کسی بھی فقیہ یا مفسر کی طرف سے سامنے نہیں آیا۔ اس مقام پر مفسرین نے صرف محرم رشتوں کی صورتوں پر ہی بحث کی ہے اس کے علاوہ کسی بھی قسم کا ایسا کوئی استدلال سامنے نہیں آیا جس طرح عدالت نے ذکر کیا ہے۔ اگرچہ اس آیت میں بعض ایسے رشتہ داروں کا ذکر ضرور شامل ہے جن کے درمیان حکمِ سرقہ لاگو نہ ہونے کی بحث فقہاء کے ہاں ملتی ہے لیکن ان کے اپنے متعلقہ دلائل الگ سے موجود ہیں جن سے استدلال کرتے ہوئے ان رشتہ داروں کا حکمِ سرقہ سے استثنا کیا گیا ہے۔ لیکن اس آیت سے استدلال کسی بھی مفسر یا فقیہ کی طرف سے سامنے نہیں آیا۔

3. زیر بحث آیت میں جس قدر بھی محارم ذکر کیے گئے ہیں ان سب میں حکمِ سرقہ کا لاگو نہ ہونا علی الاطلاق نہیں ہے بلکہ فقہاء کے مابین ان میں وسیع پیمانے پر اختلاف مروی ہے۔ مثال کے طور پر رضاعی ماں باپ میں سے کسی کے گھر سے اگر کسی نے چوری کر لی تو احناف کے مابین اس صورت میں حکمِ سرقہ لاگو ہونے کے معاملہ میں اختلاف ہے۔ امام ابو حنیفہ اور امام محمد رحمھما اللہ کے نزیک اس صورت میں قطع ید کی سزا لاگو ہو گی جب کہ امام ابو یوسف علیہ الرحمۃ کے نزدیک اس صورت میں قطع ید کی سزا لاگو نہ ہو گی۔[66] بہو یا سسر یا سوتیلے والدین یا سوتیلی اولاد میں سے کسی کے گھر میں سے کوئی چیز چرانے کے صورت میں امام ابو حنیفہ اس بات کے قائل ہیں کہ اگر ان کے گھر الگ الگ ہوں تو پھر قطع ید کی سزا لازم ہو گی۔[67] حالانکہ یہ وہ افراد ہیں جو زیر بحث آیت میں محارم کی فہرست میں شامل ہیں۔ اسی طرح امام مالک علیہ الرحمۃ کے

نزدیک اگر اصول اپنی فروع میں سے کسی کا مال چرا لیں تو اس صورت میں ان پر قطع ید کی سزا لاگو نہ ہوگی لیکن اگر فروع میں سے کسی نے اپنے اصول میں سے کسی کا مال چرالیا تو اس صورت میں اس پر امام مالک علیہ الرحمۃ کے نزدیک قطع ید کی سزا لازم ہوگی۔[68] یوں ہی امام مالک علیہ الرحمۃ زوجین میں سے کسی کے ایک دوسرے کا مال چرا لینے پر اس صورت میں قطع ید کے قائل ہیں اگر مسروق منہ نے اپنا وہ مال کسی ایسی جگہ سنبھال کر رکھا ہوا تھا جہاں دوسرے فریق کو بھی رسائی کی اجازت نہ تھی۔[69] غرض یہ کہ جس آیت سے عدالت اس آیت میں مذکور افراد کے درمیان حکمِ سرقہ لاگو نہ ہونے کی تصریح کر رہی ہے اس تصریح کو نہ تو فقہاء کی تائید حاصل ہے نہ ہی جمہور مفسرین کی بلکہ اس کے برعکس اس آیت میں مذکور افراد کے درمیان حکمِ سرقہ لاگو ہونے کے بارے میں جمہور فقہاء کے درمیان بہت زیادہ اختلاف ہے۔

سورۃ النور کی آیت سے عدالتی استدلال کا تجزیہ

سورۃ النور کی زیرِ بحث آیت نمبر 61 میں ان افراد کا ذکر ہے جن کے گھر میں آدمی کا بے تکلف آنا جانا ہو تو ان کے گھر سے کھانے پینے کی کوئی چیز لے لینے اجازت کا ذکر اس آیت مبارکہ میں کیا گیا ہے۔ اس آیت سے بھی عدالتی استدلال کی وہی کیفیت ہے جو سورۃ النساء کی آیت سے استدلال کے ضمن میں بیان ہو چکی ہے۔ عدالت نے اس مقام پر علی الاطلاق یہ حکم ذکر کیا ہے کہ اس آیت میں ان لوگوں کا ذکر ہے جنہیں حرز میں بلا تکلف آنے جانے کی اجازت ہوا کرتی ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ اس آیت میں ان لوگوں کے گھر سے کوئی چیز کھانے پینے کا ذکر ہے جن کے ساتھ آدمی کا بے تکلفانہ تعلق ہوا کرتا ہے۔ لیکن عدالت کا یہ کہنا کہ اس آیت میں ان افراد کا ذکر ہے جو بلا تکلف حرز میں داخل ہو سکتے ہیں یہ استدلال کا وہ پہلو ہے جسے کسی بھی مفسر یا فقیہ نے اس آیت کے ضمن میں ذکر نہیں کیا۔ آیت میں ان محارم میں سے چند کا ذکر ہے جن کا ذکر سورۃ النساء کی آیت میں محارم کی فہرست میں ہو اہے۔ اس آیت سے عدالت کا استدلال کس قدر کمزور ہے اس کی وضاحت درج ذیل اقتباس سے ہوتی ہے:

"وقال الشافعي في الأظهر: يجب القطع في السرقة من الأقارب وأحد الزوجين من

الآخر، ما عدا قرابة الأصل والفرع، إذا سرق المال المحرز عنه، لعموم آية السرقة والأخبار الواردة فيها، وإلحاقاً للقرابة القريبة، كالأخت والعمة بالقرابة البعيدة، ولأن النكاح عقد على منفعة، فلا يؤثر في درء الحد، كالإجارة لا يسقط بها الحد عن الأجير أو المستأجر إذا سرق أحدهما من الآخر المال المحرز عنه. ووافق الإمام مالك الشافعي في القطع بالسرقة بين الزوجين"70

زیادہ غالب روایت کے مطابق امام شافعی کا قول یہ ہے کہ قریبی رشتہ داروں اور زوجین کے ایک دوسرے کا مال چرانے کی صورت میں قطع ید کی سزا لازم آئے گی سوائے اس صورت کے کہ اگر قرابت کا تعلق اصل اور فرع کا ہو بشرطیکہ سارق نے ایسا مال چرایا ہو جو حرز میں رکھا گیا تھا۔ (قریبی رشتہ داروں میں قطع ید کی سزا اس وجہ سے لازم ہوگی) کیونکہ آیتِ سرقہ اور سرقہ کے احکام سے متعلق وارد روایات میں عموم پایا جاتا ہے۔ نیز اس صورت میں قریبی قرابت مثلاً بہن اور پھوپھی کو بعیدی قرابت کے ساتھ شامل کیا گیا ہے۔ نیز (زوجین کے مابین حکم سرقہ لاگو ہونے کی وجہ) یہ ہے کہ نکاح ایک ایسا عقد ہے جو منفعت پر قائم ہوتا ہے اس لیے حد کو دور کرنے میں نکاح کا کوئی اثر نہ ہوگا جیسا کہ اجارہ میں ہوتا ہے کہ اگر اجیر و مستاجر میں سے کوئی ایک شخص دوسرے کا حرز میں رکھا گیا مال چرا لے تو اس سے حد ساقط نہیں ہوتی۔ زوجین کے درمیان سرقہ کی صورت میں قطع ید کی سزا لاگو ہونے کے مسئلہ میں امام مالک کی رائے امام شافعی کی رائے کے موافق ہے۔

مذکورہ بالا اقتباس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ جن قرابتوں کے سورۃ النور کی زیر بحث آیت میں مذکور ہونے سے عدالت نے ان کے درمیان قطع ید کی سزا لاگو نہ ہونے کا استدلال کیا ہے فقہاء کے ہاں اس کے برعکس اس آیت میں مذکور قریبی رشتہ داروں کے درمیان حکمِ سرقہ لاگو ہونے کے بارے میں تصریحات ملتی ہیں۔ اس لیے عدالت کا اس آیت سے استدلال کرتے ہوئے علی الاطلاق یہ حکم بیان کرنا کہ یہ وہ افراد ہیں جن کے درمیان حکم سرقہ لاگو نہ ہوگا یہ استدلال درست نہیں ہے۔

زوجین کے درمیان حکم سرقہ لاگو نہ ہونے پر ھند بنت عتبہ زوجہ ابو سفیان کی روایت سے عدالتی استدلال کا تجزیہ

مختلف افراد کے درمیان باہمی قرابت کی وجہ سے حکمِ سرقہ لاگو نہ ہونے کے بارے میں عدالت نے احادیث و آثار ذکر کیے ہیں۔ اسی طرح زوجین کے درمیان حکمِ سرقہ لاگو نہ ہونے کے بارے میں عدالت نے ھند بنت عتبہ زوجہ ابو سفیان کی اس روایت سے استدلال کیا ہے جس میں فتح مکہ کے موقع پر انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں اپنے شوہر کی شکایت کی تھی۔ وہ روایت درج ذیل ہے:

"عن عائشة رضي الله عنها: "قالت هند يا رسول الله، إن أبا سفيان رجل شحيح فهل علي جناح أن آخذ من ماله ما يكفيني وبني قال: خذي بالمعروف"[71]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ ھند بنت عتبہ نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ ابو سفیان ایک کنجوس شخص ہے تو کیا مجھ پر کوئی حرج ہوگا اگر میں اس کے مال میں سے اتنا حصہ لے لوں جو میرے لیے اور میرے بچوں کے لیے کافی ہو جائے؟ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: معروف طریقے کے مطابق مال لے لیا کرو۔

مذکورہ بالا روایت سے استدلال کرتے ہوئے عدالت نے لکھا ہے کہ فقہاء کی اکثریت اس بات کی قائل ہے کہ اگر زوجین میں سے کوئی ایک دوسرے کی کوئی چیز اس کی اجازت کے بغیر استعمال کر لے تو اسے قانوناً چوری کے زمرے میں شامل نہیں کیا جائے گا۔ عدالت کے الفاظ یہ ہیں:

‘‘Majority of the Muslim jurists are of the view that Hadd of theft cannot be implemented in cases of theft if committed by spouses inter-se i.e , if one of the spouses takes a thing of the other without permission or knowledge then it will not constitute theft.’’[72]

اکثر مسلم فقہاء کا خیال ہے کہ اگر شوہر اور بیوی کے درمیان چوری ہو جائے، یعنی اگر شوہر یا بیوی دوسرے کے مال کو اجازت یا

علم کے بغیر لے لے تو چوری کی حد نافذ نہیں کیا جا سکتی۔

معزز عدالت کا مذکورہ روایت سے استدلال بوجوہ محل نظر ہے اور مقالہ نگار کی رائے میں یہ استدلال درج ذیل وجوہات کے پیش نظر درست قرار نہیں پاتا:

1. معزز عدالت ان صورتوں کا ذکر کر رہی ہے جن میں سرقہ پائے جانے کے باوجود اس پر قطع ید کی سزا لازم نہ ہو گی۔ میاں بیوی کا ایک دوسرے کی کوئی چیز چوری کر لینا یہ ایک الگ صورت ہے جب کہ ایک دوسرے کی اجازت کے بغیر مال استعمال کر لینا الگ صورت ہے۔ ثانی الذکر پر سرقہ کا اطلاق جمہور فقہاء اور شارحین حدیث کی طرف سے سامنے نہیں آیا۔ یہ روایت عدالت کا مستدل اس صورت میں بن سکتی تھی اگر رسول اللہ ﷺ کی طرف سے زوجہ کو اپنے شوہر کا مال چوری کرنے کی اجازت دی جا رہی ہوتی۔ روایت کے الفاظ اس بات پر دلالت کر رہے ہیں کہ مذکورہ اجازت "سرقہ" کی نہیں بلکہ بلا اجازت مال لینے کی ہے۔ جب کہ عدالت کا مقصود سرقہ کے اطلاق کے باوجود قطع ید کی سزا لازم نہ ہونے کا پہلو ہے۔ اندازِ تعبیر کے اس اختلاف کی بنا پر حکم کا اختلاف خود عدالت بھی اس فیصلے میں تسلیم کر چکی ہے۔ مثال کے طور پر درج ذیل اقتباس ملاحظہ ہو:

> ‘‘Firstly, if the act is committed by any of those persons who are given access explicitly to the Hirz where the thing is kept by the owner of thing as in cases of master and servant, or host and guest etc. In presence of such association if someone takes something wohtout the permission of its owner it may constitute a crime like, cheating , embezzlement or fraud etc; but it does not constitute the crime of theft liable to Hadd.’’[73]

پہلے، اگر یہ عمل ان لوگوں میں سے کسی کے ذریعے کیا جاتا ہے جن کو مالک کی چیز رکھنے کے لیے مخصوص جگہ (حرز) تک رسائی دی جاتی ہے، جیسے مالک اور نوکر، یا میزبان اور مہمان وغیرہ کے معاملات میں۔ ایسے تعلق کی موجودگی میں، اگر کوئی چیز مالک کی اجازت کے بغیر لے لیتا ہے، تو یہ چوری، غبن یا دھوکہ جیسے جرم کا ارتکاب کہلا سکتا ہے؛ لیکن یہ چوری کا جرم نہیں ہے جو حد کے

قابل ہو۔

مذکورہ بالا پیراگراف میں واضح طور پر عدالت نے مالک کی اجازت کے بغیر لیے جانے والے مال پر سرقہ کا اطلاق کرنے کی بجائے اسے کسی اور جرم کے اطلاق سے ذکر کیا ہے لیکن اس پر سرقہ کا اطلاق نہیں کیا۔ اسی طرح کا ایک اور اقتباس بھی عدالت کے اسی فیصلے سے حسب ذیل ہے:

> ‘‘In this situation where an employee or servant steels something from a Hirz to which he has implied or express permission of access, in that case he shall not be punished with Hadd of theft but may subject to some other crime as the case may be.’’[74]

اس صورت میں، اگر کوئی ملازم یا نوکر اس حرز سے کچھ چوری کرتا ہے جس تک اسے مالک کی واضح یا ضمنی اجازت ہے، تو اسے چوری کے حد سے سزا نہیں دی جائے گی، بلکہ وہ کسی دوسرے جرم کے تابع ہو سکتا ہے، جیسا کہ صورتحال ہو سکتی ہے۔

مذکورہ بالا اقتباس بھی اسی مفہوم کی عکاسی کر رہا ہے کہ بلا اجازت حرز سے مال لینے کی صورت میں اسے کسی اور جرم کا نام دیتے ہوئے اسی کی سزا لاگو کی جائے گی چوری کا نام دے کر اس پر حد لاگو نہ ہو گی۔ ھند بنت عتبہ کے واقعہ میں عدالت کے استدلال اور دلیل کا باہمی تضاد اسی اندازِ تعبیر کے اختلاف پر مبنی ہے۔ تمام شارحین حدیث نے اس واقعہ سے مسائل کا استنباط کرتے ہوئے جو صورتیں ذکر کی ہیں ان میں سے کسی نے بھی شوہر کی اجازت کے بغیر مال لینے کی اس نبوی اجازت کو" سرقہ "کی اجازت قرار نہیں دیا۔ ذیل میں چند شارحین حدیث کی آراء اس حدیث سے استنباطِ احکام کے حوالے سے پیش کی جاتی ہیں۔ علامہ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:

> "واستدل به على أن من له عند غيره حق وهو عاجز عن استيفائه جاز له أن يأخذ من ماله قدر حقه بغير إذنه وهو قول الشافعي وجماعة وتسمى مسألة الظفر والراجح عندهم لا يأخذ غير جنس حقه إلا إذا تعذر جنس حقه وعن أبي حنيفة المنع وعنه يأخذ جنس حقه ولا يأخذ من غير جنس حقه إلا أحد النقدين بدل

الآخر وعن مالك ثلاث روايات كهذه الآراء وعن أحمد المنع مطلقا"75

اس واقعہ سے اس بات پر استدلال کیا گیا ہے کہ جس کا کسی دوسرے شخص کے پاس کوئی حق ہو اور وہ اپنا حق وصول کرنے سے عاجز ہو تو اس کے لیے جائز ہے کہ وہ اس شخص کے مال سے اپنے حق کی مقدار مال اس کی اجازت کے بغیر لے لے۔ یہی امام شافعی اور ایک پوری جماعت کا قول ہے۔ اسے مسالۃ الظفر کا نام بھی دیا جاتا ہے۔ فقہاء کے ہاں راجح یہ ہے کہ آدمی اپنے حق کی جنس کے علاوہ کسی اور جنس کا مال نہ لے مگر اس صورت میں کہ جب اپنے حق کی جنس ملنا متعذر ہو۔ امام ابو حنیفہ سے مروی ہے کہ وہ اس بات کے قائل نہیں ہیں اور ان سے ایک روایت یہ بھی ہے کہ آدمی اپنے حق کی جنس پر مشتمل مال لے سکتا ہے امام مالک سے بھی اسی طرح کی تین روایات مروی ہیں جب کہ امام احمد علیہ الرحمۃ کے نزدیک ایسا کرنا مطلقاً ممنوع ہے۔

علامہ بدر الدین عینی نے بھی مسئلۃ الظفر کا تذکرہ کر کے اس حدیث پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے:

"وفيه: مسألة الظفرة--- . وفيه: أن وصف الإنسان بما فيه من النقص على وجه التظلم منه، والصيرورة إلى طلب الانتصاف من حق عليه جائز وليس بغيبة لأنه صلى الله عليه وسلم لم ينكر عليها قولها"76

اس حدیث سے ایک مسئلہ ظفر بحقہ اخذ ہوتا ہے۔۔۔ اور اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ کسی انسان کے ظلم کے جواب میں اور اس سے انصاف کا مطالبہ کرتے ہوئے کسی صاحبِ حق کا اس شخص کا عیب بیان کرنا جائز ہے اور یہ غیبت نہیں کہلائے گا کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ھند کی بات کو غلط قرار نہیں دیا۔

مذکورہ بالا اقتباس میں یہ الفاظ قابل غور ہیں کہ ظالم شخص کی پیٹھ پیچھے اس کا کوئی عیب بیان کرنا غیبت نہیں کہلائے گا۔ اسی طرح ایک زوجہ کا اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر اس کے مال میں سے معروف طریقے سے کچھ لے لینا" سرقہ " نہیں کہلائے گا۔ جب اس پر سرقہ کا اطلاق ہی نہیں ہو گا تو اس سے یہ ثابت کرنا بھی درست نہ ہو گا کہ بیوی اپنے شوہر کا مال لے لے تو اس پر قطع ید کی سزا لازم نہ ہو گی۔ عدالت کا یہ طرز استدلال اس وقت درست ہوتا اگر روایت میں مذکور صورت کو سرقہ قرار دیتے ہوئے بھی قطع ید کی سزا صرف اس لیے ساقط کر دی گئی ہوتی کہ حرز میں زوجین کا بلا تکلف آنا جانا ہے حالانکہ حدیث پاک کا داخلی اسلوب اور اس کے الفاظ

اسے سرقہ کی اجازت قرار دینے کی نفی کر رہے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کا ھند کو "معروف" مقدار میں مال لینے کی اجازت دینا اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ اسے سرقہ قرار نہیں دیا گیا۔

قبل از گرفتاری، چور کی توبہ اور خود کو حاکم وقت کے حوالے کرنے کے مسئلہ میں عدالت کا نصوص سے استدلال اور اس کا تجزیہ

اگر کوئی سارق سرقہ کے بعد خود کو حاکم وقت کے سامنے پیش کر دے اور توبہ کا اظہار کرے تو عدالت نے لکھا ہے کہ اس صورت میں قطع ید کی سزا لازم نہ ہو گی۔ عدالت کے الفاظ یہ ہیں:

> ‘‘The provision contained in section 10 (h) which states that when the offender, before his apprehension on account of repentance, has returned the stolen property the victim and surrenders himself to the authority concerned then in that case the Hadd of theft shall not be implemented. This principle of Sunnah explained in a Hadith.’’77

سیکشن 10 (ح) میں موجود ضابطہ، جو کہتا ہے کہ جب مجرم، اپنی گرفتاری سے پہلے، توبہ کے سبب چوری کی ہوئی چیز واپس کر دیتا ہے اور خود کو متعلقہ حکام کے حوالے کر دیتا ہے، تو اس صورت میں چوری کی حد نافذ نہیں کی جائے گی۔ یہ سنت کا اصول ایک حدیث میں بیان کیا گیا ہے۔

مذکورہ بالا مفہوم کے حق میں عدالت نے سنن ابو داؤد[78] کی اس روایت سے استدلال کیا ہے جس میں مذکور ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حاکم وقت تک حد کا کیس پہنچنے سے پہلے پہلے آپس میں معافی تلافی کا حکم فرمایا اور واضح فرمایا کہ بصورت دیگر اگر حاکم وقت کے پاس کیس پہنچ گیا تو حد لازم ہو جائے گی۔ یہ روایت عدالت کی بیان کردہ احادیث کے ضمن میں گزر چکی ہے۔ علاوہ ازیں اس سلسلہ میں عدالت نے درج ذیل روایت سے بھی استدلال کیا ہے:

"عن صفوان بن أمية، أنه طاف بالبيت فصلى ثم لف رداء له من برد فوضعه تحت رأسه فنام فأتاه لص فاستله من تحت رأسه فأخذه، فأتى به النبي صلى الله عليه وسلم فقال: إن هذا سرق ردائي فقال له النبي صلى الله عليه وسلم: "أسرقت رداء هذا؟" قال: نعم قال: "اذهبا به فاقطعا يده" قال صفوان: ما كنت أريد أن تقطع يده في ردائي فقال له: فلو ما كان قبل هذا"[79]

صفوان بن امیہ سے مروی ہے کہ انہوں نے بیت اللہ کا طواف کر کے نماز پڑھی اور ایک چادر جو انہوں نے اوڑھ رکھی تھی اسے اپنے سر کے نیچے رکھ کر سو گئے۔ اسی دوران ایک چور آیا اور اس نے وہ چادر ان کے سر کے نیچے سے کھسکا لی لیکن صفوان نے اسے پکڑ لیا اور اسے لے کر رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کی: اس شخص نے میری چادر چوری کی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس چور سے پوچھا: کیا تم نے اس کی چادر چوری کی ہے؟ اس شخص نے کہا: جی ہاں۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اسے لے جاؤ اور اس کا ہاتھ کاٹ دو۔ صفوان نے عرض کی کہ میں یہ تو نہیں چاہتا تھا کہ میری چادر کی وجہ سے اس کا ہاتھ کاٹا جائے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تو پھر اس کاروائی سے پہلے ہی اسے معاف کیوں نہ کیا؟

مذکورہ بالا روایات اور عدالت کا استدلال ملاحظہ کرنے کے بعد واضح ہوتا ہے کہ معزز عدالت سے اس نکتہ کے استنباط میں تسامح ہوا ہے۔ عدالت کا یہ کہنا: and surrenders himself to the authority concerned… یعنی چور اگر توبہ کرتے ہوئے خود کو حاکم وقت کے حوالے کر دے تو اس پر قطع ید کی سزا لازم نہ ہو گی۔ جب کہ حدیث پاک کے الفاظ سے یہ واضح ہو رہا ہے کہ چور کی توبہ اور اس کی معافی کا یہ معاملہ حاکم وقت کے سامنے پیش ہونے سے پہلے پہلے ہی متاثرہ فریق کے ساتھ معاملات طے کرنے کی صورت میں ہو تو پھر حاکم وقت اس پر قطع ید کی سزا لاگو نہ کرے گا لیکن اگر چور حاکم وقت کے سامنے پیش ہو کر معافی کا طلب گار ہو تو پھر اس پر قطع ید کی سزا ضرور لاگو ہو گی۔ یہ وہ بنیادی جوہری فرق ہے جسے معزز عدالت اپنے استشہاد و استدلال میں نظر انداز کر گئی ہے۔ جو روایات عدالت نے ذکر کی ہیں ان میں بھی حاکم وقت کے سامنے پیش ہو کر معافی کی بجائے مسروق منہ کو مسروق مال واپس کرنے کی شرط کا مفہوم پایا جاتا ہے۔ اس معاملہ

میں فقہاء کی آراء دیکھی جائیں تو صرف امام ابو حنیفہ اور امام محمد رحمہما اللہ تعالیٰ کی رائے یہ ہے کہ سرقہ کا کیس عدالت میں پیش ہونے سے پہلے ہی چور نے مال واپس کر دیا تو اس پر قطع ید کی سزا لاگو نہ ہو گی جب کی دیگر تمام ائمہ: امام ابو یوسف، امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل علیہم الرحمۃ کے نزدیک قطع ید کی سزا بہر حال لاگو ہو گی چاہے مال مسروق کی واپسی کیس دائر کرنے سے پہلے ہو یا بعد میں ہو۔ عبد القادر عودہ لکھتے ہیں:

"رد المسروق قبل المرافعة: يرون فى مذهب أبى حنيفة أن رد السارق للمسروق قبل المرافعة يسقط القطع أما بعد المرافعة فلا يسقطه---وهناك رواية عن أبى يوسف بأن الرد قبل المرافعة لا يسقط القطع--- وعند مالك والشافعى وأحمد أن الرد لا يمنع من القطع، لأن مالكًا لا يعتبر المخاصمة---فإذا خاصم المجنى عليه وجب القطع، ولو رد الجانى المسروق، ولو كان الرد قبل المرافعة"[80]

کیس دائر ہونے سے پہلے مسروقہ مال واپس کرنا: امام ابو حنیفہ کا مذہب یہ ہے کہ چور کا مسروقہ مال کیس دائر ہونے سے پہلے واپس کر دینا قطع ید کو ساقط کر دیتا ہے لیکن جہاں تک کیس دائر ہونے کے بعد کا تعلق ہے تو اس صورت میں یہ قطع ید کو ساقط نہیں کرتا۔ امام ابو یوسف سے ایک روایت یہ بھی مروی ہے کہ کیس دائر کرنے سے پہلے مال واپس کرنا قطع ید کو ساقط نہیں کرتا۔ امام مالک، شافعی اور امام احمد رحمھم اللہ تعالیٰ کا موقف یہ ہے کہ مال واپس کرنا قطع ید کے مانع نہیں ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ امام مالک سارق اور مسروق منہ دونوں کی جانب سے کیس دائر ہونے کا اعتبار ہی نہیں کرتے لہٰذا اگر مسروق منہ نے کیس دائر کر دیا تو قطع ید واجب ہو جائے گا چاہے مجرم مسروقہ مال واپس کر دے اور اگرچہ یہ واپس کرنا کیس دائر کرنے سے پہلے ہو

سنن ابو داؤد کی روایت کے الفاظ میں غور کیا جائے تو وہ بھی اسی چیز کی تائید کرتی ہے کہ قطع ید کی سزا اس صورت میں معاف ہو گی اگر کیس عدالت میں سرے سے پہنچنے ہی نہ دیا جائے لیکن اگر کیس عدالت میں پہنچ گیا تو مذکورہ روایت کے مطابق پہلے سے مال واپس کرنے یا نہ کیے جانے کی شرط ملحوظ رکھے بغیر ہی حاکم وقت اس پر حد نافذ کر دے گا۔ سنن ابو داؤد کی اس روایت کے الفاظ یہاں مکرر ذکر کیے جاتے ہیں:

"تعافوا الحدود فيما بينكم، فما بلغني من حد، فقد وجب"[81]

حدود آپس میں ہی معاف کر دیا کرو، حد کا جو معاملہ مجھ تک پہنچ گیا تو اس صورت میں حد نافذ ہو کر ہی رہے گی۔

مذکورہ بالا روایت کے الفاظ سے واضح ہوتا ہے کہ حد کی سزا اس صورت میں نافذ نہ ہوگی اگر کیس عدالت میں سرے سے دائر ہی نہ کیا جائے۔ لیکن اگر کیس دائر کر دیا گیا تو اس صورت میں قطع ید کے نفاذ و عدم نفاذ میں سرقہ شدہ مال واپس کرنے یا نہ کرنے کی کوئی قید نہیں رکھی گئی۔

کیس پر کی گئی بحث کا خلاصہ

حدود آرڈیننس 1979ء کے سیکشنز 9(3،2،1) اور سیکشن 10 کو خلافِ قرآن قرار دیے جانے کی اس درخواست پر وفاقی شرعی عدالت کے جاری کردہ فیصلے کے تجزیہ میں درج ذیل نکات بطور خلاصۂ بحث سامنے آتے ہیں:

1. درخواست گزار کی طرف سے دعویٰ کیا گیا کہ چوری کی سزا قرآن مجید کے مطابق صرف اور صرف قطع ید ہی ہے۔ اس کے علاوہ مختلف سمتوں سے ہاتھ پاؤں کاٹنے اور قید کرنے کی سزا دینا خلاف قرآن ہے۔
2. درخواست گزار کی طرف سے سیکشن 10 کو بھی خلاف قرآن قرار دیے جانے کی استدعا کی گئی جس میں قطع ید کی سزا نافذ نہ کیے جانے کی صورتوں کا ذکر ہے۔
3. عدالت نے درخواست گزار کے الفاظ سے انکار سنت کا پہلو واضح ہوتا ہوا محسوس کیا تو سب سے پہلے سنت کی حجیت کے حوالے سے مختصر بحث کی ہے۔
4. درخواست گزار نے قطع ید کی سزا سے متعلق قرآنی آیات سے احکام کے استنباط اور استدلال کے لیے فقہاء کی تشریحات اور فقہاء کے وضع کردہ اصول فقہ کو فیصلہ میں بنیادی حیثیت کا حامل قرار دیا ہے۔
5. عدالت کا فقہاء کی تصریحات سے استدلال خود عدالت کے اپنے بیان کردہ منہج کے خلاف ہے جس میں عدالت نے واضح کر رکھا ہے کہ کسی بھی درخواست پر بحث کرتے ہوئے کسی قانون کو موافقِ شرع یا مخالف شرع قرار دینا ہوا تو اس میں فقہاء کی تشریحات سے استفادہ نہیں کیا جائے گا بلکہ براہ راست قرآن و سنت سے استنباطِ احکام کیا جائے گا۔
6. عدالت نے لفظ "ید" کے مفہوم میں ہاتھ اور پاؤں دونوں کو عربی لغت کے مطابق شامل قرار دیا ہے اور

اس کے لیے عدالت نے قرآن و سنت کی کسی نص سے استدلال کی بجائے عبد القادر عودہ کا حوالہ دیا ہے لیکن منسوب بہ عبارت کی طرف رجوع اور اس کا تجزیہ کرنے ثابت ہوتا ہے کہ اس سے عدالت کا استدلال درست نہیں ہے۔

7. سیکشن 10 کی مستثنیٰ صورتوں کو عدالت نے براہ راست قرآن و سنت سے ماخوذ و مستنبط شدہ قرار دیا ہے حالانکہ یہ بیانیہ علی الاطلاق درست قرار نہیں پاتا۔

8. قطع ید کی مستثنیٰ صورتوں کے حق میں استدلال کرتے ہوئے عدالت نے سورۃ النساء کی آیت 23 سے استدلال کیا ہے جس میں محرم رشتوں کا بیان مذکور ہے اسی طرح عدالت نے سورۃ النور کی آیت نمبر 61 سے بھی استدلال کیا ہے جس میں بعض رشتہ داروں کے ہاں سے بلا تکلف کوئی چیز کھائے جانے کی اجازت سے عدالت نے ان کے درمیان سرقہ کی صورت میں قطع ید کی سزا لاگو نہ ہونے کے حکم پر استدلال کیا ہے۔

9. سورۃ النساء سے عدالت کا علی الاطلاق استدلال کرنا درست نہیں ہے کیونکہ اولاً تو اس آیت میں ایسا کوئی واضح اور براہ راست حکم نہیں پایا جارہا جس سے یہ معلوم ہوتا ہو کہ ان رشتہ داروں کے درمیان قطع ید کا حکم لاگو نہ ہوگا۔ ثانیاً اس آیت میں کچھ ایسے محارم کا ذکر بھی ہے جن کے درمیان سرقہ پائے جانے کی صورت میں جمہور فقہاء قطع ید کی سزا لاگو کرنے کے قائل ہیں۔ اس لیے عدالت کا اس آیت سے علی الاطلاق استدلال کرنا درست نہیں ہے۔یہی معاملہ سورۃ النور میں مذکور اقارب کے حوالے سے بھی ہے۔

10. زوجین کے درمیان سرقہ کا حکم لاگو نہ ہونے پر عدالت نے ھند بنت عتبہ زوجہ ابو سفیان کے واقعہ سے بھی استدلال کیا ہے۔ اس واقعہ میں مذکور ہے کہ ھند نے ابو سفیان کے کنجوس ہونے کا شکوہ کرتے ہوئے اس کی اجازت کے بغیر کچھ مال لینے کے بارے میں سوال کیا کہ اس میں کوئی حرج تو نہ ہو گا؟ جس پر رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ نفقہ کی معروف مقدار لے لو تو اس میں تمہارے لیے کوئی حرج نہ ہو گا۔ اس سے عدالت کا یہ استدلال کرنا کہ زوجین ایک دوسرے کا مال چرالیں تو اس روایت کے مطابق قطع ید کی سزا لاگو

نہ ہو گی؛ یہ استدلال محل نظر ہے۔ کیونکہ حدیث پاک میں اسے سرقہ کا نام ہی نہیں دیا گیا اور نہ ہی اس پر کسی نے سرقہ کا اطلاق کیا ہے۔ عدالت کا استدلال تب درست قرار پاتا اگر اس طرح شوہر کا مال لینے کو سرقہ کا نام دیا جاتا اور پھر اس پر قطع ید کی سزا لاگو نہ ہونے کی تصریح ہوتی۔ لیکن نہ تو روایت میں ایسا کوئی مفہوم ہے اور نہ ہی جمہور علماء نے اس کا کوئی ایسا مفہوم بیان کیا ہے۔ فقہاء نے اس روایت سے مسئلۃ الظفر بحقہ کا استنباط تو کیا ہے لیکن کسی نے بھی اس نوعیت کے عمل کو "سرقہ "کا نام نہیں دیا۔ نیز خود عدالت بھی یہ تسلیم کر چکی ہے کہ بعض اوقات اخذِمال کی ایسی صورت بھی پائی جاتی ہے کہ اسے کسی اور جرم کا نام تو دیا جاسکتا ہے لیکن اس پر سرقہ کی اصطلاح کا اطلاق نہ ہونے کی وجہ سے اس میں قطع ید کی سزا لاگو نہیں ہوتی۔ بعینہ یہی صورت مذکورہ نکتہ میں بھی پائی جاتی ہے۔

11. عدالت نے ذکر کیا ہے کہ گرفتاری سے قبل اگر سارق نے مسروقہ مال مسروق منہ کو واپس کر کے خود کو حاکم وقت کے سامنے پیش کر دیا تو اس پر قطع ید کی سزا لاگو نہ ہو گی۔ اس پر عدالت نے جن روایات سے استدلال کیا ہے ان روایات کا مفہوم اور عدالت کا اخذ شدہ نکتہ باہم متضاد ہیں۔ سنن ابو داؤد کی جو روایت عدالت نے ذکر کی ہے اس میں گرفتاری سے پہلے یا بعد کی قید لگائے بغیر یہ مذکور ہے کہ عدالت کے پاس کیس لانے کی بجائے باہم معافی تلافی کر کے معاملہ ختم کر لو بصورت دیگر قاضی کے پاس کیس دائر ہونے کے بعد حد نافذ ہو کر رہے گی۔ صفوان بن امیہ کا جو واقعہ عدالت نے ذکر کیا ہے اس میں بھی یہی تصریح ہے کہ معاف کرنا ہے تو کیس دائر ہونے سے پہلے کر دو کیس دائر ہونے کے بعد معافی نہ ہو گی، یہی موقف جمہور فقہاء کا بھی ہے۔ دونوں روایات کا مفہوم سامنے رکھا جائے اور عدالت کا استدلال سامنے رکھا جائے تو ہر دو کے درمیان فرق و اختلاف واضح ہو جاتا ہے۔

[1]پی ایل ڈی، وفاقی شرعی عدالت:30

PLD, Federal Shariat Court: 30.

[2]حدود آرڈیننس 1979 (جرائم بخلاف مال)، سیکشن 10

Ḥudūd Ordinance 1979 (Crimes Against Property), Section 10

[3]پی ایل ڈی 2021، وفاقی شرعی عدالت:30

PLD 2021, Federal Shariat Court: 30.

[4] المائدۃ:38

Al-Mā'idah :38

[5] المائدۃ:33، 34

Al-Mā'idah:33, 34.

[6] النساء:15، 16

Al-Nisā':15, 16.

[7] الاعراف:120۔124

Al-A'rāf: 120-124

[8] الزمر:23

Al-Zumar :23

[9] الجاثیۃ: 6

Al-Jāthiyah :6.

[10] البقرۃ:79

al-Baqarah :79

[11] البقرۃ:174

Al-Baqarah :174

[12] الفتح:23

Al-Fatḥ :23

[13] النجم:1-5

Al-Najm, 53:1-5

[14] القصص:85

Al-Qaṣaṣ, 28:85

[15] النساء:105

Al-Nisā’: 105

[16] پی ایل ڈی 2021، وفاقی شرعی عدالت:31

PLD 2021, Wifāqī Shar‘ī ‘Adālat: 31

[17] پی ایل ڈی 2021، وفاقی شرعی عدالت:32

PLD 2021, Wifāqī Shar‘ī ‘Adālat: 32

[18] آل عمران:7

Āl ‘Imrān: 7

[19] پی ایل ڈی 2021، وفاقی شرعی عدالت:33

PLD 2021, Wifāqī Shar‘ī ‘Adālat: 33

[20] پی ایل ڈی 1983، وفاقی شرعی عدالت 255

PLD 1983, Wifāqī Shar‘ī ‘Adālat: 255

[21] پی ایل ڈی 2021، وفاقی شرعی عدالت:34

PLD 2021, Wifāqī Shar‘ī ‘Adālat: 34

[22] پی ایل ڈی 2021، وفاقی شرعی عدالت:36

PLD 2021, Wifāqī Shar‘ī ‘Adālat: 36

[23] دار قطنی، السنن، کتاب الحدود والدیات

Dāraquṭnī, *al-Sunan*, Kitāb al-Hudūd wa al-Diyāt wa-ghayrihi

[24] دار قطنی، السنن، کتاب الحدود والدیات وغیرہ

Dāraquṭnī, *al-Sunan*, Kitāb al-Hudūd wa al-Diyāt wa-ghayrihi

[25] عودۃ، عبد القادر، التشریع الجنائی الاسلامی، 678

Awdah, ‘Abd al-Qādir, *al-Tashrī‘ al-Jinā’ī al-Islāmī*, 678

[26] پی ایل ڈی 2021، وفاقی شرعی عدالت: 38

PLD 2021, Wifāqī Shar‘ī ‘Adālat: 38

[27] پی ایل ڈی 2021، وفاقی شرعی عدالت: 38

PLD 2021, Wifāqī Shar‘ī ‘Adālat: 38

[28] عودہ، عبد القادر، التشریع الجنائی الاسلامی، 2/623

Awdah, ‘Abd al-Qādir, *al-Tashrī‘ al-Jinā’ī al-Islāmī*, 2/623

[29] معزز عدالت نے اس مقام پر الفقہ الاسلامی وادلتہ کا حوالہ دیا ہے لیکن کتاب کی طرف مطلوبہ مقامات پر مراجعت کے باوجود کوئی ایسی عبارت نہیں مل سکی جس میں وھبہ زحیلی کی طرف سے اس مفہوم کا کوئی کلام ذکر کیا گیا ہو۔

[30] پی ایل ڈی 2021، وفاقی شرعی عدالت: 39

PLD 2021, Wifāqī Shar‘ī ‘Adālat: 39

[31] پی ایل ڈی 2021، وفاقی شرعی عدالت:، 40

PLD 2021, Wifāqī Shar‘ī ‘Adālat: 40

[32] موسوعة فقهية كويتية، وزارت الاوقاف والشؤن الاسلامية، کویت: دارالسلاسل، 1404ھ، 17/172

Mawsū‘ah Fiqhiyyah Kuwaytiyyah, Wizārat al-Awqāf wa-al-Shu’ūn al-Islāmiyyah, Kuwait: Dār al-Salāsil, 1404 AH, 17/172

[33] نسائی، احمد بن شعیب، السنن الکبریٰ، بیروت: مؤسسۃ الرسالۃ، 1421ھ، کتاب قطع السارق، باب الثمر المعلق یسرق

Nasā’ī, Aḥmad bin Shu‘ayb, *al-Sunan al-Kubrā*, Beirut: Mu’assasat al-Risālah, 1421 AH, Kitāb Qaṭ‘ al-Sāriq, Bāb al-Thamr al-Mu‘allaq Yusraq

[34] پی ایل ڈی 2021، وفاقی شرعی عدالت: 41

PLD 2021, Wifāqī Shar‘ī ‘Adālat: 41

[35] اپی ایل ڈی 2021، وفاقی شرعی عدالت: 42

PLD 2021, Wifāqī Shar‘ī ‘Adālat:42

[36] النساء: 23

Al-Nisā’: 23

[37] النور: 61

Al-Nūr: 61

[38] پی ایل ڈی 2021، وفاقی شرعی عدالت: 42

PLD 2021, Wifāqī Shar‘ī ‘Adālat:42

[39] بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب النفقات، باب وعلی الوارث مثل ذلک

Bukhārī, Muḥammad bin Ismā‘īl, *al-Jāmi‘ al-Ṣaḥīḥ*, Kitāb al-Nafaqāt, Bāb wa-‘alā al-wārith mithlu dhālik

[40] ابن ماجہ، السنن، کتاب التجارات، باب: ماللرجل من مال ولدہ

Ibn Mājah, *al-Sunan*, Kitāb al-Tijārāt, Bāb: Mā lil-rajul min māli waladihi

[41]مالک بن انس، المؤطا، بیروت: دار احیاء التراث العربی، کتاب الحدود، باب: مالا قطع فیہ

Mālik bin Anas, *al-Muwaṭṭā*, Beirut: Dār Iḥyā' al-Turāth al-Arabī, Kitāb al-Hudūd, Bāb: Mā lā qaṭ' fīh

[42]پی ایل ڈی 2021، وفاقی شرعی عدالت:45

PLD 2021, Wifāqī Shar'ī 'Adālat: 45

[43]ابن ابی شیبہ، ابو بکر عبد اللہ بن محمد، المصنف، ریاض: مکتبۃ الرشد، کتاب الحدود، باب: من قال: لا تقطع في أقل من عشرۃ دراھم

Ibn Abī Shaybah, Abū Bakr 'Abd Allāh bin Muḥammad, *al-Muṣannaf*, Riyadh: Maktabat al-Rushd, Kitāb al-Hudūd, Bāb: Man qāla: lā tuqṭa' fī aqall min 'asharah darāhim

[44]ابو داوَد، السنن، کتاب الحدود، باب مالا قطع فیہ

Abū Dāwūd, *al-Sunan*, Kitāb al-Hudūd, Bāb mā lā qaṭ' fīh

[45]پی ایل ڈی 2021، وفاقی شرعی عدالت:45

PLD 2021, Wifāqī Shar'ī 'Adālat: 45

[46]بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب الحدود ومایحذر من الحدود، باب: قول اللہ تعالی {والسارق والسارقۃ فاقطعوا أیدیھما} وفي کم یقطع وقطع علي من الکف

Bukhārī, Muḥammad bin Ismā'īl, *al-Jāmi' al-Ṣaḥīḥ*, Kitāb al-Hudūd wa-mā yuḥdharu min al-ḥudūd, Bāb: Qawl Allāh Ta'ālā

{wa-al-sāriqu wa-al-sāriqatu fa-qṭa'ū aydiyahumā} wa-fī kam yuqṭa' wa-qaṭ'u 'alā min al-kuff

[47] بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب الحدود وما یحذر من الحدود، باب: قول اللہ تعالی {والسارق والسارقۃ فاقطعوا أیدیھما} وفي کم یقطع وقطع علي من الکف

Bukhārī, Muḥammad bin Ismā'īl, *al-Jāmi' al-Ṣaḥīḥ*, Kitāb al-Hudūd wa-mā yuḥdharu min al-ḥudūd, Bāb: Qawl Allāh Ta'ālā {wa-al-sāriqu wa-al-sāriqatu fa-qṭa'ū aydiyahumā} wa-fī kam yuqṭa' wa-qaṭ'u 'alā min al-kuff

[48] ابو داؤد، السنن، کتاب الحدود، باب: ما یقطع فیہ السارق

Abū Dāwūd, *al-Sunan*, Kitāb al-Hudūd, Bāb: Mā yuqṭa' fīhi al-Sāriq

[49] پی ایل ڈی 2021، وفاقی شرعی عدالت:46

PLD 2021, Wifāqī Shar'ī 'Adālat: 46

[50] عبد الرزاق، المصنف، کتاب اللقطۃ، باب: الرجل یسرق شیئا لہ فیہ نصیب

Abd al-Razzāq, *al-Muṣannaf*, Kitāb al-Luqṭah, Bāb: al-Rajul yasriq shay'an lahu fīhi naṣīb

[51] ابن ماجہ، السنن، ابواب الحدود، باب: الخائن والمنتھب والمختلس

Ibn Mājah, *al-Sunan*, Abwāb al-Hudūd, Bāb: al-Khā'in wa-al-muntahib wa-al-mukhtalis

[52] پی ایل ڈی 2021، وفاقی شرعی عدالت:48

PLD 2021, Wifāqī Shar'ī 'Adālat: 48

[53]ابو داؤد، السنن، کتاب الحدود، باب: العفو عن الحدود مالم یبلغ السلطان

Abū Dāwūd, *al-Sunan*, Kitāb al-Hudūd, Bāb: al-‘Afw ‘an al-ḥudūd mā lam yablugh al-Sulṭān

[54]نسائی، احمد بن شعیب، السنن الکبریٰ، کتاب قطع السارق، باب: مایکون حرزاً ومالا یکون

Nasā’ī, Aḥmad bin Shu‘ayb, *al-Sunan al-Kubrā*, Kitāb Qaṭ‘ al-Sāriq, Bāb: Mā yakūnu ḥirzan wa-mā lā yakūn

[55]پی ایل ڈی 2021، وفاقی شرعی عدالت: 49

PLD 2021, Wifāqī Shar‘ī ‘Adālat: 49

[56]پی ایل ڈی 2014، وفاقی شرعی عدالت: 50

PLD 2014, Wifāqī Shar‘ī ‘Adālat: 50

[57]شریعت درخواست نمبر 3/ایل 2008، صفحہ: 8

Shariat Petition No. 3/L 2008, p. 8.

[58]پی ایل ڈی 2021، وفاقی شرعی عدالت: 32

PLD 2021, Federal Shariat Court: 32

[59]پی ایل ڈی 2021، وفاقی شرعی عدالت: 33

PLD 2021, Federal Shariat Court:33

[60]پی ایل ڈی 2021، وفاقی شرعی عدالت: 38

PLD 2021, Federal Shariat Court:38

[61]ایضاً

Ibid

[62]عودہ، عبد القادر، التشریع الجنائی الاسلامی مقارنا بالقانون الوضعی، 2/623

Awdah, ‘Abd al-Qādir, *al-Tashrī‘ al-Jinā’ī al-Islāmī muqāranan bi-l-qānūn al-waḍ‘ī*, Vol. 2, p. 623.

[63] النساء:23

Al-Nisā’:23.

[64] النور:61

Al-Nūr:61

[65] پی ایل ڈی 2021،وفاقی شرعی عدالت:41

PLD 2021, Federal Shariat Court: 41.

[66] عودہ،عبدالقادر،**التشریع الجنائی الاسلامی مقارنا بالقانون الوضعی**،2/576

‘Awdah, ‘Abd al-Qādir, al-Tashrī‘ al-Jinā’ī al-Islāmī muqāranan bi-l-qānūn al-waḍ‘ī, Vol. 2, p. 576.

[67] ایضاً

Ibid

[68] ایضاً

Ibid

[69] ایضاً،2/577

Ibid,577/2

[70] وھبہ زحیلی،**الفقہ الاسلامی وادلتہ**،7/5353

Zuḥaylī, Wahbah, al-Fiqh al-Islāmī wa Adillatuh, Vol. 7, p. 5353.

[71] بخاری، محمد بن اسماعیل،**الجامع الصحیح**،کتاب النفقات، باب: إذا لم ینفق الرجل فللمرأة أن تأخذ بغیر علمہ ما یکفیھا وولدھا بالمعروف

Bukhārī, Muḥammad b. Ismā‘īl, al-Jāmi‘ al-Ṣaḥīḥ, Kitāb al-Nafaqāt, Bāb: Idhā lam yunfiq al-rajulu fa-li-l-mar’ati an ta’khudha bighayri ‘ilmihi mā yakfīhā wa waladahā bi-l-ma‘rūf.

[72] پی ایل ڈی 2021،وفاقی شرعی عدالت:42

PLD 2021, Federal Shariat Court: 42

[73] پی ایل ڈی 2021،وفاقی شرعی عدالت:41

PLD 2021, Federal Shariat Court: 41

[74] ایضاً:44

Ibid: 44

[75] عسقلانی،ابن حجر،احمد بن علی،فتح الباری،مصر:المکتبۃ السلفیۃ،1380ھ،9/509

Asqalānī, Ibn Ḥajar Aḥmad b. ʻAlī, *Fatḥ al-Bārī*, Egypt: al-Maktabah al-Salafiyyah, 1380 AH, Vol. 9, p. 509

[76] عینی،بدرالدین، محمود بن احمد،عمدۃ القاری،بیروت:دارالفکر،21/22

Aynī, Badr al-Dīn Maḥmūd b. Aḥmad, *ʻUmdat al-Qārī*, Beirut: Dār al-Fikr, Vol. 21, p. 22

[77] پی ایل ڈی 2021،وفاقی شرعی عدالت:48

PLD 2021, Federal Shariat Court: 48

[78] ابو داوٗد،السنن،کتاب الحدود،باب:العفو عن الحدود مالم یبلغ السلطان

Abū Dāwūd, al-Sunan, Kitāb al-Ḥudūd, Bāb: al-ʻAfw ʻan al-ḥudūd mā lam yablugh al-sulṭān

[79] نسائی،احمد بن شعیب،السنن الکبریٰ،کتاب قطع السارق،باب:مایکون حرزاًومالا یکون

Nasāʼī, Aḥmad b. Shuʻayb, *al-Sunan al-Kubrā*, Kitāb Qaṭʻ al-Sāriq, Bāb: Mā yakūnu ḥirzan wa mā lā yakūn

[80] عودہ،عبد القادر،التشریع الجنائی الاسلامی مقارناً بالقانون الوضعی،2/631

ʻAwdah, ʻAbd al-Qādir, *al-Tashrīʻ al-Jināʼī al-Islāmī muqāranan bi-l-qānūn al-waḍʻī*, Vol. 2, p. 631

[81] ابو داوٗد،السنن،کتاب الحدود،باب:العفو عن الحدود مالم یبلغ السلطان

Abū Dāwūd, *al-Sunan*, Kitāb al-Ḥudūd, Bāb: al-ʻAfw ʻan al-ḥudūd mā lam yablugh al-sulṭān